جامعہ دار التقویٰ
لاہور کا ترجمان

ماہنامہ دار التقویٰ لاہور

ربیع الثانی
۱۴۴۷ھ
اکتوبر 2025ء

قافلۂ صمود سے اسلامی دفاعی بلاک تک امید کا سفر
مفہومِ قرآن اور مصنوعی ذہانت
سنت کی روشنی اور فیشن کا اندھیرا
بیت الخلا جانے کے آداب
آوازوں کا انتخاب
اکابر علماء دیوبند کا تقویٰ

AGree®
Lighting
agree pe sab agree
100W FLOOD LIGHT IP66
agreelighting.com
AGreeLighting-official
pk.linkedin.com/company/agree-lighting
Instagram.com/agreelighting
0321-4877878
Ali Asghar & brothers
Gali #. 3 Ali Ahmad daggia Road
Opp. PSE Law College Saggian bypass Lahore.

ترجمان جامعہ دارالتقویٰ لاہور

ماہنامہ دارالتقویٰ لاہور

بدعاء
حضرتِ اقدس ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جلد 15 — ربیع الثانی ۱۴۴۷ھ ـــ اکتوبر 2025ء — شمارہ 4

زیرِ سرپرستی: حضرت مولانا یوسف خان صاحب مدظلہ

مدیر: حضرت مولانا اویس احمد صاحب مدظلہ

مدیر مسئول: مولانا محمد سلیمان بن محمد یوسف صاحب

مجلس مشاورت
- حضرت مولانا عثمان صاحب
- حضرت مولانا عامر رشید صاحب
- حضرت مولانا جمیل الرحمٰن صاحب

مجلس ادارت
- مفتی محمد اسامہ
- مولانا ذوالکفل
- حافظ فہد اعوان

خط و کتابت کا پتہ

دفتر ماہنامہ دارالتقوی جامع مسجد الہلال چوبرجی پارک لاہور

فون نمبر: 04237414665 : 03214432142

سالانہ رسالے کے اجراء کے لیے مذکورہ پتہ پر منی آرڈر کریں

مقام اشاعت
جامع مسجد الہلال
چوبرجی پارک لاہور

بینک اکاؤنٹ نمبر
1591001820660001
ٹائٹل اکاؤنٹ دارالتقویٰ ٹرسٹ
ایم آئی بی (مسلم کمرشل بینک)

Email Address
Monthlydarultaqwa@gmail.com

اس دائرے میں سرخ نشان مدت خریداری کے ختم ہونے کی علامت ہے

فی شمارہ: 100 روپے

سالانہ بدل بمع ڈاک خرچ 1500 روپے

مطبع: شرکت پرنٹنگ پریس

ترجمان جامعہ دارالتقویٰ لاہور

ماہنامہ دارالتقویٰ لاہور

فہرست

ربیع الثانی ۱۴۴۷ھ۔۔۔۔۔اکتوبر 2025ء

حرف اولیں

قافلۂ صمود سے اسلامی دفاعی بلاک تک امید کا سفر — محمد سلیمان بن محمد یوسف — 5

درس حدیث

کافروں، فاجروں کی خوش حالی پر رشک نہ کرو — مولانا منظور نعمانیؒ — 9

مقالات و مضامین

آوازوں کا انتخاب — مولوی عمیر احمد — 12

سنت کی روشنی اور فیشن کا اندھیرا — بنت حبیب اللہ — 16

بیت الخلا جانے کے آداب — مفتی عمر افضال صاحب — 19

مفہوم قرآن اور مصنوعی ذہانت — ڈاکٹر مبشر حسین رحمانی — 29

دارالتقویٰ ٹرسٹ کی خدمات — مولانا محمد ذوالکفل — 44

علم و مطالعہ کی کنجی — مولانا ابوالحسن علی ندویؒ — 46

اکابر علماء دیوبند کا تقویٰ — مولوی فہد اعوان — 50

قسط وار مضامین

دعوتی خطوط کے جوابات — ادارہ — 53

گلدستہ ارشادات و مکتوبات حضرت جیؒ — مولانا ذوالکفل صاحب — 56

نکلتے سورج کا ملک جزائر فیجی کا ایک سفر — شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ — 57

سوانح: داعی الی اللہ حضرت مولانا سعید احمد خاں مہاجر مدنیؒ — مولوی فہد اعوان — 60

دارالافتاء والتحقیق

آپ کے مسائل کا حل — دارالافتاء والتحقیق — 62

تبصرہ کتب — مولانا امیر حمزہ — 64

اخبار الجامعہ

شب و روز — محمد سلیمان بن محمد یوسف — 66

حرف اولیں

قافلۂ صمود سے اسلامی دفاعی بلاک تک امید کا سفر

معزز قارئین! ماہِ اکتوبر کا رسالہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ لکھنے کے لیے قلم اور کاغذ اُٹھایا ہی تھا کہ ذہن میں طرح طرح کے خیالات اور واقعات گردش کرنے لگے۔ اس وقت ملکِ پاکستان ہی نہیں بلکہ پوری اُمتِ مسلمہ کے حالات اور حالیہ دنوں صمود فلوٹیلا کے واقعات سامنے ہیں۔ مگر اکتوبر کا یہ مہینہ مجھے اچانک دو سال پیچھے لے گیا۔۔۔

جو ہمیں ایک ایسے المیے کی یاد دلاتا ہے جس نے پوری امتِ مسلمہ کے دلوں کو زخمی کر رکھا ہے۔ دو برس بیت چکے، لیکن غزہ کی گلیاں اب بھی لہو سے رنگین ہیں اور اسرائیلی بربریت ہر دن ایک نئی شکل میں سامنے آ رہی ہے۔ بچوں کی لاشیں، عورتوں کی سسکیاں اور مساجد کے ملبے پر اٹھنے والی اذانیں، اس عہدِ حاضر کی سب سے بڑی گواہ ہیں کہ ظلم جب اپنی انتہا کو پہنچتا ہے تو قوم مذہب اور وطن سے آگے نکل کر انسانیت اس دکھ درد کو محسوس کرنے لگتی ہے۔ فلسطین کے نہتے مسلمانوں کے ساتھ دنیا بھر کے اہلِ ایمان کی ہمدردیاں ایک فطری امر ہیں، اور اس ہمدردی نے اب "قافلۂ صمود" کی شکل اختیار کر لی ہے۔ یہ قافلہ دراصل ایک اعلان ہے کہ امت کے دل اب بھی ایک ساتھ دھڑکتے ہیں، اور خون کا رشتہ سرحدوں سے بڑھ کر ہے اہلِ ایمان کے دل غزہ کے ہر بچے کے ساتھ دھڑکتے ہیں۔ "قافلۂ صمود" امتِ مسلمہ کی اجتماعی ہمدردی اور غیرت کا مظہر بن کر سامنے آیا ہے۔ یہ قافلہ صرف چند افراد کا سفر نہیں، بلکہ ایک پیغام ہے کہ امت ابھی زندہ ہے، دل مردہ نہیں ہوئے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی ظلم حد سے بڑھتا ہے تو صبر و استقامت کی طاقت نئی تاریخ رقم کرتی ہے۔ قافلۂ صمود اس بات کی علامت ہے کہ فلسطین کی سرزمین پر بہنے والا خون رائیگاں نہیں جائے گا، بلکہ یہ قربانیاں ایک نئی صبح کا پیش خیمہ ہوں گی۔ ان شاء اللہ

اسرائیل کی خون آشام درندگی اب صرف غزہ کی گلیوں تک محدود نہیں رہی، بلکہ اس نے قطر کو نشانہ بنا کر عالمی قوانین کی خلاف ورزی کا ایک نیا باب کھول دیا ہے۔ یہ حملہ دراصل خطے میں خوف اور دہشت کی نئی فضا قائم کرنے کی کوشش ہے، جو نہ صرف بین الاقوامی قوانین کی دھجیاں اُڑاتا ہے بلکہ امتِ مسلمہ کے اتحاد پر ایک کاری ضرب بھی ہے۔

قطر، وہ سرزمین جس نے ہمیشہ فلسطین کے مظلوموں کی آواز کو بلند کیا، آج خود اسرائیلی جارحیت کا نشانہ بن رہا ہے۔ یہ ایک کھلا پیغام ہے کہ جو بھی فلسطینی عوام کے حق میں بولے گا، اسے بھی خاموش کرا دیا جائے گا۔ گویا اسرائیل اپنے ظلم کو تحفظ دینے کے لیے دہشت کی نئی حکمتِ عملی آزما رہا ہے۔

یہ حملہ محض ایک عسکری اقدام نہیں، بلکہ ایک نئے عالمی بحران کا پیش خیمہ ہے، جس کے شعلے صرف مشرقِ وسطیٰ تک محدود نہیں رہیں گے، بلکہ پوری مسلم دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے سکتے ہیں۔ یہ وہ لمحہ ہے جب مسلم ممالک کو فیصلہ کرنا ہوگا کہ آیا وہ اب بھی خاموشی سادھے گے یا تاریخ کے اس نازک موڑ پر اپنے اتحاد اور غیرت کا ثبوت پیش کریں گے۔

دوسرے لفظوں کیا امتِ مسلمہ اب بھی خوابِ غفلت میں رہے گی یا وقت کا دھارا پلٹنے کے لیے اپنی صفوں میں وہ حوصلہ اور یکجہتی پیدا کرے گی، جس کی ملتِ اسلامیہ کو عرصہ دراز سے ضرورت ہے؟

امت مسلمہ کے اتحاد کی کرن:

ان حالات میں ایک امید کی کرن سامنے آئی ہے پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان ہونے والے حالیہ دفاعی معاہدات بلاشبہ خطے کی سیاست میں ایک نئی کروٹ ہیں۔ یہ معاہدات محض کاغذی بیانات نہیں بلکہ ایک نئے عزم اور عملی حقیقت کی علامت ہیں۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسلم ممالک اب اپنی بقا اور سلامتی کے لیے باہمی تعاون کو ناگزیر سمجھنے لگے ہیں۔ پاکستان دنیا کی ایٹمی قوت ہے، اور سعودی عرب، جو امتِ مسلمہ کے روحانی و معاشی مرکز کی حیثیت رکھتا ہے، اگر ایک دوسرے کے ساتھ دفاعی شراکت داری کو مضبوط کرتے ہیں تو یہ نہ صرف خطے کے طاقت کے توازن کو بدلنے کی صلاحیت رکھتا ہے بلکہ پوری امت کے لیے امید کا نیا باب بھی کھول سکتا ہے۔

تاریخ اس حقیقت پر شاہد ہے کہ مسلم دنیا کی اصل طاقت اس کا عسکری اتحاد اور ایمانی جذبہ ہے۔ آج جب دشمن ہر سمت سے امت کو تقسیم کرنے اور دباؤ میں لانے کی کوشش کر رہا ہے، ایسے میں پاکستان اور

سعودی عرب کا باہمی تعاون دراصل اس پیغام کا اعلان ہے کہ مسلم امہ اب مزید کمزور اور بکھری ہوئی نہیں رہے گی۔ یہ معاہدات دفاعی استحکام کے ضامن ہیں، لیکن اس سے بڑھ کر یہ امت کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ اگر خلوص اور استقامت کے ساتھ قدم بڑھائے جائیں تو کوئی بھی طاقت ہمیں زیر نہیں کر سکتی۔

یہ دفاعی تعلقات صرف اسلحہ یا فوجی تعاون تک محدود نہیں رہیں گے بلکہ ٹیکنالوجی، تحقیق، اور دفاعی صنعت میں اشتراکِ عمل کی صورت میں بھی سامنے آ سکتے ہیں یہی پہلو مسلم دنیا کو مغرب کی محتاجی سے نکال کر خود انحصاری کی راہ پر ڈال سکتے ہیں اگر اس شراکت داری کو وسعت دی جائے تو مستقبل قریب میں یہ "اسلامی دفاعی بلاک" کی شکل اختیار کر سکتا ہے جو نہ صرف خطے بلکہ پوری دنیا میں امن کے قیام کا ضامن ہوگا۔

گویا یہ معاہدات امت کے لیے صرف ایک وقتی پیش رفت نہیں بلکہ ایک روشن مستقبل کی نوید ہیں یہ پیغام ہیں کہ اتحاد، تعاون اور خلوص کے ذریعے مسلمان نہ صرف اپنی سرزمین بلکہ اپنے نظریات اور تہذیب کا بھی دفاع کر سکتے ہیں۔

سیلاب زدگان کی مدد

الحمدللہ! پاکستان کی سرزمین ہمیشہ سے ایثار و قربانی کے جذبے سے سرشار رہی ہے۔ جب بھی مصیبت اور آفت نے دروازہ کھٹکھٹایا، اہلِ خیر اور صاحبِ ثروت لوگوں نے اپنے بھائیوں کی اشک شوئی میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ حالیہ سیلاب میں بھی یہی منظر دیکھنے کو ملا۔ جامعہ دارالتقویٰ نے حسبِ روایت اپنی خدمات پیش کیں، اور اس کے رضا کاروں نے دن رات کی محنت سے غم زدہ خاندانوں کا سہارا بن کر مصیبت زدہ خاندانوں کو دوبارہ جینے کا حوصلہ دیا۔

تاہم یہ حقیقت اپنی جگہ موجود ہے کہ پاکستان ایک نہایت نازک مرحلے سے گزر رہا ہے حالیہ سیلابوں نے ایک بار پھر ہمیں ہماری داخلی کمزوریوں کا احساس دلایا ہے۔ لاکھوں افراد بے گھر ہو گئے، ہزاروں بستیاں پانی میں بہہ گئیں، سرسبز کھیت ویران ہو گئے اور ملکی معیشت کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا۔ یہ صرف ایک قدرتی آفت نہیں بلکہ ہماری بے تدبیری، ناقص منصوبہ بندی اور وسائل کے غیر منصفانہ استعمال کا نتیجہ بھی ہے۔

ایک طرف بیرونی دباؤ اور خطے کی سیاسی کشمکش ہے تو دوسری جانب داخلی مسائل اور آفات ہمیں کمزور

کر رہے ہیں۔ یہ وقت ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ اگر ہم نے اپنی ترجیحات درست نہ کیں تو نہ صرف بیرونی دشمنوں کے مقابلے میں کمزور رہیں گے بلکہ اندرونی بحران بھی ہمیں مسلسل زوال کی طرف دھکیلتے رہیں گے۔

امتِ مسلمہ اس وقت تاریخ کے ایک نازک ترین موڑ پر کھڑی ہے۔ ایک طرف اسرائیلی جارحیت ہے جو غزہ سے نکل کر قطر تک پہنچ چکی ہے، دوسری طرف مسلم ممالک کے درمیان تعلقات اور معاہدات ایک نئی صف بندی کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ پاکستان کے لیے یہ موقع ہے کہ وہ اپنی داخلی کمزوریوں پر قابو پاتے ہوئے امت کی قیادت میں فعال کردار ادا کرے۔

قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

("وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا"

("اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقے میں نہ پڑو۔")

یہ آیت ہمیں یاد دلاتی ہے کہ امت کا اصل سرمایہ اتحاد ہے یہ اتحاد نہ صرف امت کی حفاظت بلکہ غلبے کا بھی ضامن ہے۔

غزہ کی ویران گلیوں سے لے کر پاکستان کے سیلاب زدہ کھیتوں تک، ہمارے مسائل کا حل صبر، استقامت اور اتحاد ہے۔ یہی اتحاد وہ کلید ہیں جو نہ صرف امت کو عزت لوٹا سکتا ہے بلکہ ایک نئے روشن مستقبل کی بنیاد بھی رکھ سکتا ہے۔ اور مستقبل ان شاء اللہ امت مسلمہ کا ہے اور یہ صدی غلبہ اسلام کی صدی ہے۔

"هُوَ الَّذِىٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَه بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَه عَلَى الدِّيْنِ كُلِّه وكفىٰ بالله شهيدا"

والسلام

محمد سلیمان

مدیر مسؤل

***

درس حدیث: معارف الحدیث
مولانا منظور نعمانیؒ

کافروں، فاجروں کی خوش حالی پر رشک نہ کرو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةً رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَغْبِطَنَّ فَاجِرًا بِنعْمَةٍ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي هُوَ لَاقٍ بَعْدَ مَوْتِهِ إِنَّ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ قَاتلًا لَا يَمُوتُ يَعْنِي النَّارَ -
(رواه البغوى في شرح السنة)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم کسی بدکار (کافر یا فاسق) پر کسی نعمت اور خوش حالی کی وجہ سے کبھی ہرگز رشک نہ کرنا، تم کو معلوم نہیں ہے کہ مرنے کے بعد اس پر کیا کیا مصیبتیں پڑنے والی ہیں، اللہ کے یہاں (یعنی آخرت میں) اُس کے لئے ایک ایسا قاتل ہے جس کو کبھی موت نہیں۔ (اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرنے والے راوی عبد اللہ بن ابی مریم کہتے ہیں کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلب اس قاتل سے دوزخ کی آگ ہے، (یعنی وہ بے چارا ہمیشہ ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں رہنے والا ہے، پس ایسے شخص پر رشک کرنا کتنی بڑی حماقت اور گمراہی ہے)۔ (شرح السنۃ)

تشریح: بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک مؤمن اور نیکوکار بندہ جو اس چند روزہ امتحانی دنیا میں تنگی اور تکلیف کی زندگی بسر کر رہا ہے، جب وہ کسی بدکار اور خدا سے تعلق نہ رکھنے والے آدمی کو دیکھتا ہے کہ وہ ٹھاٹھ کے ساتھ عیش و آرام کی زندگی گزار رہا ہے، تو شیطان اُسکے دل میں طرح طرح کے وسوسے ڈالتا ہے، اور کم سے کم یہ کہ دل میں اس کی حالت پر رشک ہی پیدا ہوتا ہے، جو اللہ تعالی کی بڑی ناشکری ہے۔ پس رسول اللہ نے تنبیہ فرمائی کہ جو لوگ ایمان اور عمل صالح کی نعمت سے محروم ہیں، اور خدا فراموشی اور بداعمالی کی وجہ سے آخرت کی دوامی زندگی میں عذاب نار میں گرفتار ہونے والے ہیں، اس دنیا میں اُن کی چند روزہ خوش حالی اور عیش و راحت کو دیکھ کر ہرگز کسی صاحب ایمان کو ان پر رشک نہ آنا چاہئے، ان بے

چاروں ، کم بختی کے ماروں کا جو آخری انجام ہونے والا ہے، اور ان پر جو بہتات پڑنے والی ہے ، اگر وہ معلوم ہو جائے تو ان کی اس خوش حالی اور خوش عیشی کی نوعیت بالکل ایسی نظر آئے گی جیسے کہ پھانسی پانے والے مجرم کو دو چار دن پہلے سے خاص سہولتیں دی جاتی ہیں، اور کھانے پینے کے بارہ میں اُس کی خواہش اور چاہت معلوم کر کے حتی الوسع اس کو پورا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

بیشک اللہ تعالی نے اپنے جن بندوں کو آخرت کے ان حقائق کا یقین نصیب فرمایا ہے جن کی اطلاع اللہ تعالی کی طرف سے انبیاء علیہم السلام نے دی ہے، اُن کی نظر میں خدا کے مجرموں اور باغیوں کی دنیوی خوشمالی سے بچا لیا ہے۔

اس عاجز نے اللہ کے بعض بندوں کا یہ حال دیکھا ہے کہ خدا فراموش اہل دنیا کو دیکھ کر بے اختیار ان کی زبانوں پر اللہ تعالی کی حمد وشکر کی یہ دعا جاری ہو جاتی ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر پڑھا کرتے تھے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا

ساری حمد وستائش اس اللہ کیلئے ہے،جس نے مجھے اس مصیبت سے محفوظ رکھا جس میں اے بندے تو مبتلا کیا گیا ہے،اوراس نے مجھے اپنی بہت سی مخلوق پر برتری عطا فرمائی۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدٌ جالس ما رَأْيُكَ فی هذا ؟فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِ النَّاسِ هَذَا وَاللَّهِ حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَعَ قال فسكت رسول ﷺ، ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأْيُكَ فی هذا ؟ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ، هَذَا حَرِى إِنْ خَطَبَ أَنْ لَا يُنْكَحَ وَإِنْ شفع ان لا يُشَفَعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ لَا يُسْمَعَ لِقَوْلِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا خَيْرٌ مِنْ ملاء الارض مثل هذا"(رواه البخاری و مسلم)

ترجمہ: سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک شخص (جو غالبا دولت مند اور معززین میں سے تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے گزرا، تو آپ نے ایک صاحب سے جو آپ کے پاس اُس وقت بیٹھے ہوئے تھے ، پوچھا کہ: اس گزرنے والے شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے اور کیا اندازہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ: حضرت یہ بہت بڑے اور معزز آدمیوں میں سے ہے، یہ ایسی شان والا ہے کہ جس گھرانے کی بیٹی کیلئے

نکاح کا پیغام دے تو منظور کر لیا جائے، اور نکاح کر دیا جائے، اور اگر کسی معاملے میں سفارش کر دے تو اسکی سفارش ضرور مانی جائے۔ سہل بن سعد کہتے ہیں، کہ یہ جواب سن کر رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے، اور آپ نے کچھ نہیں فرمایا۔۔ پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک اور اللہ کا بندہ گزرا، آپ نے ان ہی صاحب سے پھر پوچھا، کہ اس شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے اور کیا اندازہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ بے چارہ و نادار اور مسکین مسلمانوں میں سے ہے یہ ایسا ہے کہ اگر کہیں نکاح کا پیغام دے، تو اسکے ساتھ نکاح نہ کیا جائے، اور اگر کسی معاملہ میں سفارش کرے تو اسکی سفارش نہ مانی جائے، اور کوئی بات کہنا چاہے تو اسکی بات بھی نہ سنی جائے۔ ان کا یہ جواب سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے والے اس آدمی کے مثل اگر زمین بھر ہوں تو یہ ایک اکیلا فقیر و مسلمان ان سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: انسانوں کی عام حالت یہ ہے کہ دنیا کی دولت اور دنیا کی بڑائی ہی کو وہ اصل بڑائی، وزن اور قیمت کی چیز سمجھتے ہیں، اور اس سے متاثر ہوتے ہیں، اور اللہ کے جو بندے اُس سے خالی ہوں (اگر چہ ان کے پاس ایمان اور حسن عمل کی دولت کتنی ہی وافر ہو) عام طور سے اہل دنیا ان کو حقیر و ذلیل ہی سمجھتے ہیں، یہ حدیث در اصل اسی قلبی اور ذہنی بیماری کے علاج کا ایک نسخہ ہے، بہت ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس جو صاحب اُس وقت بیٹھے ہوئے تھے (جن سے آپ اس گفتگو میں مخاطب رہے) ان میں بھی اس مرض کے کچھ آثار ہوں، اور آپ نے ان کی اصلاح کیلئے ہی یہ گفتگو فرمائی ہو۔

شارحین نے یہ بھی لکھا ہے، اور حدیث کے ظاہر الفاظ سے بھی یہی سمجھ میں آتا ہے کہ یہ دونوں گزرنے والے مسلمان ہی تھے، البتہ پہلے جو گزرے وہ دنیا کی دولت و وجاہت میں برتر تھے، اور دین کے لحاظ سے کمتر، اور بعد میں جو صاحب گزرے، وہ دنیا کے لحاظ سے تو کمتر تھے، مگر دین اور تعلق مع اللہ میں برتر اور بلند تر۔ اس فرق کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے جیسے اگر اتنی کثیر تعداد میں ہوں کہ اللہ کی وسیع زمین ان سے بھر جائے تو بھی بعد میں گزرنے والا اللہ کا غریب و مسکین یہ ایک بندہ ان سب سے بہتر ہے۔ اللہ اکبر دین اور تعلق مع اللہ کی عظمت و رفعت کا کیا ٹھکانا۔

***

آوازوں کا انتخاب !! کس کی بات کو دین سمجھا جائے دین میں رہنمائی کس سے؟ اور کیوں؟

مولوی عمیر احمد
متعلم جامعہ دار التقویٰ لاہور

آج کا مسلمان ایک ایسے دور میں جی رہا ہے جہاں اس کے لیے معلومات تک رسائی انتہائی آسان ہو چکی ہے انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے ذریعے چند لمحات میں اس کے سامنے مختلف قسم کی آراء و بیانات آ سکتے ہیں یہ سہولیات جیسے ہمارے لیے بے حد مفید ہیں اسی طرح یہ ایک بہت بڑے امتحان اور فتنے کا سبب ہیں جہاں دنیاوی معلومات حاصل کرنا آسان ہو چکا ہے وہیں دینی معلومات تک پہنچ سہل ہو چکی ہے ان ذرائع ابلاغ کو استعمال کرتے ہوئے ہر شخص اپنی رائے کو حق اور صحیح دین کہہ کر پیش کرتا ہے کوئی جذباتی اور موثر انداز گفتگو سے دل جیتتا ہے کوئی اپنی شہرت کی بنیاد پر اعتماد بٹھاتا ہے اور کوئی حوالوں کے انبار لگا کر لوگوں کو اپنی طرف مائل کرتا ہے ایسے میں ایک عام مسلمان اس کشمکش میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ کس کی بات درست ہے کیا ہر پر کشش گفتگو صحیح ہے کیا ہر مشہور شخص کو معتبر اور مستند سمجھا جائے اور کیا ہر حوالے کو قابل استدلال قرار دیا جائے۔

اس پر ایک سوال یہ کیا جا سکتا ہے کہ ہمیں اس بات کی تحقیق کی کیا ضرورت ہے کہ جس شخص کی دینی رائے کو ہم قبول کر رہے ہیں آیا وہ معتبر بھی ہے کہ نہیں خصوصا اگر وہ شخص دینی وضع قطع کا حامل ہو قران و حدیث کے حوالوں سے اپنی رائے کو مزین کرے اور اس کی بات دل کو بھی لگتی ہو تو یہ جواب ہے کہ یہ زمانہ

قرب قیامت کا ہے جس میں مختلف فتنے ظاہر ہوں گے جو کہ نہ صرف عملی گمراہی کا سبب بن رہے ہیں بلکہ علمی اورفکری گمراہیاں بھی ان کا نتیجہ ہیں نبی کریم ﷺ نے اسی علمی گمراہی کی پیش گوئی فرمائی

ان الله لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى اذا لم يبقي عالما فاتخذ الناس رؤوسا جهالا فاسالوا فافتنوا بغير علم فظلوا واظلوا (سنن ابن ماجه 52)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں سے چھینتے ہوئے نہیں اٹھائے گا بلکہ وہ علماء کو اٹھا کر علم کو اٹھالے گا حتی کہ جب وہ (لوگوں میں) کسی عالم کو (باقی) نہیں چھوڑے گا تو لوگ (دین کے معاملات میں بھی) جاہلوں کو اپنے سربراہ بنالیں گے۔ ان سے (دین کے بارے میں) سوال کیے جائیں گے تو وہ علم کے بغیر فتوے دیں گے، اس طرح خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔"

اسی طرح علامہ ابن سیرینؒ کا قول مقدمہ مسلم میں منقول ہے۔

ان هذا العلم دين فانظروا عما تاخذون دينكم

ترجمہ "یہ علم دین ہے لہذا اس بات کی تحقیق کرلو کہ تم کس سے اپنا دین لے رہے ہو۔"

لہذا اس بات کی تحقیق ناگزیر ہے کہ آیا جس شخص کو ہم نے اپنا دینی مقتدا بنایا ہوا ہے کیا اس میں مقتدا بننے کی صلاحیت بھی ہے کہ نہیں بصورت دیگر نیکی برباد گناہ لازم اور خسر الدنیا والاخرہ کا مصداق بن جائیں۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ کیا معیار ہے جس کے ذریعے ایک شخص کا علمی اعتبار سے قابل اعتماد ہونا جانچا جا سکتا ہے؟

معیار انتخاب:

بنیادی بات یہ ہے کہ کسی عالم کا مستند اور معتبر ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ مندرجہ ذیل علوم کا نہ صرف ماہر ہو بلکہ ان کے اصول اور مقاصد سے بھی واقف ہو اور ان پر ہونے والے اعتراضات کو دور کرنے پر بھی قادر ہو۔

علوم عربیہ:

چونکہ قرآن وحدیث اصلاً عربی زبان میں ہیں لہذا ان کی صحیح فہم اور مراد کو پانے کے لیے عربی زبان کا جاننا ضروری ہے اور یہاں عربی زبان سے مراد عربی تکلم اور بول چال نہیں ہے بلکہ صرف نحو، لغت اشتقاق،

بلاغت اوران کی طرح دیگرفنون مراد ہیں جن کو جان کرہی شارع کی مراد کماحق سمجھی جاسکتی ہے عربی زبان بڑی نازک زبان ہےاس لیے کہ جس طرح ایک نقطہ محرم کو مجرم بنا دیتا ہے اسی طرح ایک زیر زبر کی غلطی عربی کلام کے معنی کو بالکل الٹا دیتی ہے لیکن افسوس کہ موجودہ دور کے نام نہاد مشہور دینی رہنماؤں میں سے اکثر کو عربی تکلم تو درکنار قران مجید ناظرہ بھی صحیح طرح نہیں پڑھنا آتا۔ فیاللعجب !

علوم شرعیہ:

اصل دین چونکہ قرآن وحدیث ہے اور انہی سے تفصیلی مسائل کا استنباط فقہ کے ذریعے ہوتا ہے لہذا ان سے متعلقہ علوم القران علوم الحدیث اور علوم الفقہ کی مہارت بھی ضروری ہے اہل علم اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ محض اردو تراجم کے ذریعے کسی قرآنی آیت کی تفسیر یا کسی حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح یا کسی فقہی مسئلے کی تفصیل معلوم کرنا ممکن نہیں ہے بلکہ مذکورہ علوم حاصل کیے بغیر ایک چھوٹا سا مسئلہ مثلاً غسل کے فرائض بھی معلوم نہیں ہو سکتے۔

علوم عقلیہ:

ان سے ہماری مراد منطق وفلسفہ ہے جن پر شریعت کے اکثر و بیشتر بنیادی عقائد مبنی ہیں لہذا شریعت کی بنیادوں کو ثابت کرنے کے لیے ان علوم کا جاننا بھی ضروری ہے۔

ان تین قسم کے علوم کو حاصل کیے بغیر جو شخص بھی یہ دعوی کرے کہ ہم چوں دیگرنیست اور ہماری بات ہی صحیح اور قابل اتباع ہے تو اس کے اس دعوے کو بھی رد کیا جائے اور اس کی رائے کو بھی اہمیت نہ دی جائے اگر چہ اس کا کلام مثل غالب وحالی کہ کتنا ہی شیریں معلوم ہو اور اس کی شہرت کتنی ہی پھیل چکی ہو۔

البتہ اس پر ایک قوی اشکال یہ ہوتا ہے کہ ایسا شخص جو ان علوم کا حامل ہے وہ تو اس بات پر قادر ہوگا کہ وہ کسی دوسرے شخص کا اپنے علوم کے ذریعے موازنہ کر سکے کہ آیا یہ شخص دینی رہنما بن سکتا ہے کہ نہیں لیکن ایک عام آدمی جو کہ ان علوم سے بالکل بھی واقف نہیں ہے اور جس نے اپنی ساری زندگی کسی دوسرے فن اور مہارت کو حاصل کرنے میں لگائی ہے وہ یہ جانچ پڑتال کرے گا کہ کیا فلاں شخص مستند ہے کہ نہیں۔

اس بات کا جواب ایک مثال سے سمجھیں کہ ایک عام آدمی جو کہ علم طب میڈیکل سائنسز میں مہارت نہ رکھتا ہو اور اس کو علاج کروانے کی ضرورت پیش ائے تو وہ ایک اچھے طبیب اور ڈاکٹر کو مندرجہ ذیل

اوصاف کے ذریعے پہچانتا ہے۔

تعلیمی کوائف

یعنی اس ڈاکٹر نے اپنی بنیادی تعلیم اور تخصص کس ادارے سے پوری کی ہے۔اور یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ ایک ادارے کی بذات خود کوئی قدر و قیمت اور حیثیت نہیں ہوتی بلکہ اس ادارے میں پڑھانے والے اساتذہ کی وجہ سے ایک ادارے کی شناخت ہوتی ہے تجربہ یعنی اس ڈاکٹر کا اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد علاج اور معالجے کا تجربہ کتنا ہے دیگر ماہرین طب کے ہاں اس کی ساخت اور مقبولیت یعنی دوسرے ڈاکٹر حضرات کی اس ڈاکٹر کے بارے میں کیا رائے ہے کیا وہ اس کو مستند ڈاکٹر سمجھتے ہیں کہ نہیں اسی طرح عوام الناس موجودہ دور میں ایک مستند دینی رہنما کی پہچان مذکورہ بالا اوصاف کے ذریعے کرے گی۔ تعلیمی کوائف یعنی یہ شخص کس ادارے کا فارغ التحصیل اور کن اساتذہ کا شاگرد اور تربیت یافتہ ہے؟

تجربہ

یعنی یہ شخص کتنے عرصے سے تعلیم و تعلم فتوی و تحقیق کی لائن سے منسلک ہے؟ دیگر اہل علم کی اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ لہذا اگر کوئی شخص یہ دعوی کرے کہ صرف میں ہی حق اور صحیح بات بیان کررہا ہوں اور صرف میری ہی رائے معتبر ہے جبکہ تمام اہل علم اس بات پر متفق ہوں کہ یہ شخص گمراہی پر ہے تو سمجھ لیجئے کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اہل علم کسی غلط بات پر جمع نہیں ہوسکتے اور یہی شخص " فظلوا واظلوا "کا مصداق ہے۔

آخر میں یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ دین کے معاملے میں کسی بھی رائے کو قبول کرنے سے پہلے یہ پرکھنا ضروری ہے کہ رائے دینے والا صاحب رائے بھی ہے کہ نہیں اور جہاں ہر شخص کو اپنی بات پھیلانے کا آسان موقع ہے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے آپ کو ان اہل علم سے جوڑیں جن کا تعلق معتبر اسلامی روایت اور مستند تعلیمی اور تحقیقی اداروں سے ہو یہی وہ طریقہ ہے جو ہمیں فکری گمراہی سے بھی بچائے گا اور دین پر ثابت قدم رکھے گا۔ واللہ اعلم بالصواب

***

سنت کی روشنی اور فیشن کا اندھیرا

بنت حبیب اللہ عالمیہ سالِ دوم
گلشن راوی شاخ

یہ دور فتنے اُگل رہا ہے۔۔۔ ہر سمت اندھیریں پھیلی ہیں، مگر ان سب میں ایک ایسا فتنہ ہے جس نے اُمتِ محمدیہ ﷺ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، اور وہ ہے فیشن!

آج کی نازک اندام بیٹیاں خود کو باوقار اور خود مختار بنانے کے فریب میں اپنی اصل کھو بیٹھی ہیں۔ اپنی عظمتِ رفتہ گنوا بیٹھیں، اپنی حرمت و حیا داؤ پر لگا بیٹھیں۔۔۔ سوال یہ ہے کہ آخر وہ کس وقار کے تعاقب میں ہیں؟ وہ وقار جس کے لیے اپنی عفت تج دی جائے؟ وہ وقار جس کے لیے سنتیں فراموش کر دی جائیں؟

اے امتِ محمد ﷺ کی بیٹیو! تم نے اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی نصیحتیں بھلا دیں، سرورِ کائنات ﷺ کی سنتوں کو پسِ پشت ڈال دیا، خاتونِ جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی حیاتِ طیبہ سے رشتہ توڑ لیا۔

حجاب کی آیات نازل ہوئیں تو صحابیات نے کسی مصلحت کو نہ دیکھا، نہ شوہر کی رائے پوچھی، نہ باپ اور بیٹے کے طعنے کا اندیشہ کیا۔ اُن کے لبوں پر صرف ایک صدا تھی "سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا"

مگر آج اُمت کی بیٹیاں بے پردگی کو شان سمجھنے لگیں، عریاں لباس کو فیشن کا عنوان دینے لگیں۔

ہائے غفلت! تمھیں کیا خبر کہ حسن تو سادگی میں ہے، جمال تو سنت کے لباس میں ہے۔ جیسا کہ ہمارے استادِ محترم حضرت مولانا اویس صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں:

"عورت کا اصل حسن اُس کے چہرے میں نہیں، عورت کا حقیقی حسن حیاء میں ہے۔"

لیکن تم نے حیاء کو زنجیر جانا، گھر کی چار دیواری کو قید خانہ سمجھا، اور اجنبیوں کے ساتھ دوڑنے بھاگنے کو آزادی گردانا۔ یہ آزادی نہیں، یہ تو غلامی ہے۔۔۔شیطان کے جال میں پھنس جانا ہے!

غیروں کے ایجنڈے نے تمہاری آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ وہی غیر جن کی اپنی عورتیں چیخ چیخ کر کہتی ہیں:

"جس زندگی کو ہم نے تھوک دیا تھا، آج مسلمان اُسے چاٹ رہے ہیں۔"

اے بیٹیو! یہ باریک لباس، یہ تراشے ہوئے ابرو، یہ کٹے پھٹے بال۔۔۔ یہ حسن نہیں! حسن تو وہ ہے جو حیاء کے نور سے چمکے، جو اخلاق کی خوشبو سے مہکے۔

میں نے دیکھا ہے فیشن میں اُلجھ کر اکثر — تم نے اسلاف کی عزت کے کفن بیچ ڈالے
نئی تہذیب کی بے روح بہاروں کے عوض — اپنی تہذیب کے شاداب چمن بیچ ڈالے

اور یہ دکھ صرف بیٹیوں کا نہیں، بیٹوں کا حال بھی کچھ مختلف نہیں۔ ہائے صد افسوس! آج کے نوجوانوں کے تن پر غیروں کا لباس ہے، چہروں سے سنتِ رسول ﷺ غائب ہے، گلے میں زنجیریں، کلائیوں میں پٹے، کانوں میں بالیاں۔۔۔ یہ تم ہو؟ یہ محمد ﷺ کے غلام ہیں؟ یہ اسلام کے سپاہی ہیں؟

یاد رکھو! تمہیں امت کا معمار بنایا گیا تھا، ختمِ نبوت کے پاسبان بنایا گیا تھا، اسلاف کی قربانیوں کا وارث بنایا گیا تھا۔ پھر یہ عیاشی اور یہ غفلت کیوں؟

پلٹو! ابھی بھی وقت ہے۔ توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ وہ کریم رب جس کی رحمت زمین و آسمان سے وسیع ہے، تمہیں جھٹکنے والا نہیں۔

وہ فرما رہا ہے "لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللهِ"

ہمت کرو، لوٹ آؤ، دل کا رُخ درست کرو، قرآن کو مضبوطی سے تھام لو، اور اُس پر عمل پیرا ہو جاؤ۔

اللہ کا فرمان ہے:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"۔

ہمارے اساتذہ بھی بار بار یاد دلاتے ہیں۔ حضرت مولانا اویس صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں:

"ہماری ترقی آگے دیکھنے میں نہیں، پیچھے دیکھنے میں ہے، یعنی اسلاف کی زندگیوں میں۔"

اور حضرت مولانا عامر رشید صاحب دامت برکاتہم ارشاد فرماتے ہیں:

"زندگی کا مقصد اللہ کی رضا ہے، اللہ کی محبت ہے، دین کی اشاعت ہے، اور حضور ﷺ کی سنتوں سے عشق ہے۔ یہ مغربی اقوام دل کے بنجر ہیں، ہمیں اُن تک دین کی بہار پہنچانی ہے۔"

مگر ہم نے کیا کیا؟ ہم نے خود اُنہی سنتوں کو پسِ پشت ڈال کر غیروں کے طریقے اپنائے!

حوصلے اور عزم کا پیغام

آؤ! آج عہد کریں۔۔۔ہم ہر سنت کو اپنی زندگی کا زیور بنائیں گے۔ ہم انوارِ نبوی ﷺ سے اپنی ذات کو مزین کریں گے۔

ہم اپنے دین کی خوشبو کو دنیا کے ہر گوشے میں پھیلائیں گے۔ ہم وہ بنیں گے جو حضور ﷺ کے غلام کہلانے کے قابل ہوں۔

ان شاء اللہ!

***

متاعِ دنیا سے

آپ ﷺ کے یہاں "غراء" نامی ایک بڑا پیالہ تھا جس کے چار کڑے تھے جس کو چار آدمی مل کر اٹھاتے تھے۔ اور اناج ناپنے کا صاع تھا، اور اسی کام کیلئے ایک مد تھا، اور چارپائی تھی جس کے پائے ساگوان کی لکڑی کے تھے۔

آپ ﷺ کے یہاں ایک چوکور کھلا ہوا برتن تھا جس میں آپ ﷺ آئینہ اور کنگھی اور دو قینچیاں اور مسواک رکھتے تھے۔

بیت الخلا جانے کے آداب

مفتی عمر افضال صاحب
متخصص جامعہ دار التقویٰ لاہور

بیت الخلاء جانے کے بہت سارے آداب تو وہ ہیں جو احادیث سے ثابت ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کو اہل علم نے ذکر کیا ہے دونوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

احادیث میں مذکور آداب کی تفصیل:

1۔ بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے بسم اللہ پڑھے

سنن الترمذی (رقم الحدیث: 606) میں ہے:

»عن علي بن أبي طالب أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "ستر ما بين أعين الجن وعورات بني آدم: إذا دخل أحدهم الخلاء، أن يقول: بسم الله«

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنات کی آنکھوں اور انسانوں کے ستروں کے درمیان پردہ کرنے کی صورت یہ ہے کہ جب کوئی شخص بیت الخلاء میں داخل ہونے لگے تو بسم اللہ پڑھ لے۔

2۔ بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے دعا پڑھے

صحیح البخاری (رقم الحدیث: 142) میں ہے:

»حدثنا آدم قال: حدثنا شعبة، عن عبد العزيز بن صهيب قال: سمعت أنسا يقول: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا دخل الخلاء قال: (اللهم إني أعوذ بك

من الخبث و الخبائث).

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھتے:

"اللهم إني أعوذ بك من الخبث و الخبائث"

3۔سر ڈھانپ کر جائے

مصنف ابن ابی شیبہ (رقم الحدیث: 1134) میں ہے:

عن عروة عن ابيه ان ابا بكر الصديق قال وهو يخطب الناس :يا معشر المسلمين استحيوا من الله فو الذي نفسي بيده لاني لاظل حين اذهب الغائط في القضاء مغطي راسي استحياء من ربي.

ترجمہ: حضرت عروہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے لوگوں کے سامنے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانوں کی جماعت! اللہ تعالیٰ سے حیاء کرو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں ہمیشہ جب قضاء حاجت کے لیے بیت الخلاء جاتا ہوں تو اپنے رب سے حیاء کی وجہ سے سر ڈھانپ کر جاتا ہوں۔

4۔جس پر اللہ کا نام یا کوئی آیت لکھی ہوئی ہو تو اسے بیت الخلا میں ساتھ نہ لے جائے

سنن الترمذی (رقم الحدیث: 1746) میں ہے:

عن أنس قال: » كان رسول الله صلى الله عليه و سلم إذا دخل الخلاء نزع خاتمه«

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے اپنی انگوٹھی اتار دیتے تھے۔ (کیونکہ اس پر "محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا)

5۔ستر بیٹھنے کے قریب ہو کر کھولے

سنن أبی داود (رقم الحدیث: 14) میں ہے:

حدثنا زهير بن حرب، قال: ثنا وكيع، عن الأعمش، عن رجل، عن ابن عمر أن

النبي صلى الله عليه وسلم» كان إذا أراد حاجة لا يرفع ثوبه حتى يدنو من الأرض

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قضاء حاجت کا ارادہ رکھتے تو زمین کے قریب ہونے سے پہلے کپڑے نہ اتارتے۔

6۔منہ اور پشت قبلہ کی طرف نہ کرے

صحیح البخاری (رقم الحدیث: 144) میں ہے:

عن أبي أيوب الأنصاري رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أتى أحدكم الغائط فلا يستقبل القبلة ولا يولها ظهره

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء جائے تو قبلہ کی طرف منہ اور پشت نہ کرے۔

7۔بیت الخلاء میں بات چیت نہ کرے

السنن الكبرى للنسائي (رقم الحديث:35) ميں هے:

عن أبي هريرة، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: »لا يخرج اثنان إلى الغائط فيجلسان كاشفين عن عورتهما، فإن الله يمقت على ذلك«

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو آدمی قضائے حاجت کے لیے باہر نہ جائیں اور اپنی شرمگاہیں کھول کر ایک دوسرے سے باتیں نہ کریں، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے۔

8۔چھوٹا پیشاب بھی بیٹھ کر کرے

سنن الترمذی (رقم الحدیث: 14) میں ہے:

عن عائشة، قالت: »من حدثكم أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يبول قائما فلا تصدقوه، ما كان يبول إلا قاعدا«

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں: جو تم سے یہ بیان کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب فرماتے تھے تو تم اس کی تصدیق مت کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر ہی پیشاپ کرتے تھے (البتہ بعض اعذار کی وجہ سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا بھی ثابت ہے)

9۔ پیشاب کی چھینٹوں سے بچنے کا اہتمام کرے

سنن الدارقطنی (رقم الحدیث: 464) میں ہے:

عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: »استنزهوا من البول فإن عامة عذاب القبر منه«

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پیشاب کی چھینٹوں سے بچو کیونکہ عام طور پر عذاب قبر اسی (پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے) سے ہوتا ہے۔

10۔ پانی سے استنجاء کرے

سنن ابی داؤد (رقم الحدیث: 44):

عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: »نزلت هذه الآية في أهل قباء: {فيه رجال يحبون أن يتطهروا} قال: كانوا يستنجون بالماء فنزلت فيهم هذه الآية.«

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ آیت اہل قباء کے بارے میں نازل ہوئی

{فيه رجال يحبون أن يتطهروا}۔

پھر فرمایا: "وہ لوگ پانی سے استنجاء کرتے تھے، تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔"

11۔ استنجاء بائیں ہاتھ سے کرے

صحیح البخاری (رقم الحدیث: 153) میں ہے:

عن عبد الله بن أبي قتادة، عن أبيه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: »إذا بال أحدكم فلا يأخذن ذكره بيمينه، ولا يستنجي بيمينه، ولا يتنفس في الإناء.«

ترجمہ: عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد (ابوقتادہ) سے روایت کرتے ہیں، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو اپنے عضو کو دائیں ہاتھ سے نہ پکڑے، نہ ہی دائیں ہاتھ سے استنجا کرے، اور (پانی پیتے وقت) برتن میں سانس نہ لے۔"

12۔بیت الخلا سے باہر نکلتے وقت دعا پڑھے

مصنف ابن ابی شیبہ(رقم الحدیث:07)میں ہے:

»حدثنا يحيى بن أبي بكير قال: أخبرنا إسرائيل قال: أخبرنا يوسف بن أبي (بردة) قال سمعت أبي يقول: دخلت على عائشة، فسمعتها تقول: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا خرج من الغائط قال: "غفرانك".

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے: "غفرانک" (اے اللہ میں تیری بخشش کا طلب گار ہوں)

سنن ابن ماجہ(رقم الحدیث:301)میں ہے:

»عن أنس بن مالك، قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا خرج من الخلاء قال: "الحمد لله الذي أذهب عني الأذى وعافاني"

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے:

الحمد لله الذي أذهب عني الأذى وعافاني.

(تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھ سے اذیت[گندگی]کو دور کیا اور مجھے عافیت دی)

13۔دونوں ٹانگوں کو کھول کر اور کسی قدر بائیں پاؤں پر وزن ڈال کر بیٹھے

بلوغ المرام من ادلة الأحكام(رقم الحديث:104)میں ھے:

»وعن سراقة بن مالك رضي الله عنه قال: علمنا رسول الله صلى الله عليه وسلم في الخلاء أن نقعد على اليسرى، وننصب اليمنى.

ترجمہ: حضرت سراقہ بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھلایا کہ ہم بیت الخلاء میں بائیں پاؤں پر بیٹھیں اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھیں"۔

14۔سلام وغیرہ کا جواب نہ دے

سنن ابن ماجہ(رقم الحدیث:352)میں ہے:

عن جابر بن عبد الله أن رجلا مر على النبي صلى الله عليه وسلم وهو يبول،

فسلم عليه، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: »إذا رأيتني على مثل هذه الحالة، فلا تسلم علي، فإنك إن فعلت ذلك لم أرد عليك«

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کے پیشاب کرنے کے دوران آپ ﷺ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے آپ ﷺ کو سلام کیا تو آپ نے فرمایا: جب تم مجھے اس جیسی حالت میں دیکھو تو مجھے سلام نہ کرو کیونکہ اگر تم اس حالت میں سلام کرو گے تو میں جواب نہیں دوں گا۔

15۔ بیت الخلاء میں چھینک آئے تو دل میں ہی الحمدللہ کہے

مصنف ابن ابی شیبہ (رقم الحدیث: 1233) میں ہے:

»حدثنا أبو بكر (قال): حدثنا ابن إدريس عن حصين عن الشعبي: في الرجل يعطس على الخلاء قال: يحمد الله.

ترجمہ: حضرت امام شعبیؒ اس شخص کے بارے میں فرماتے ہیں جسے بیت الخلاء میں چھینک آجائے کہ وہ الحمدللہ پڑھے۔

مصنف ابن ابی شیبہ (رقم الحدیث: 1235) میں ہے:

»حدثنا ابن إديس عن هشام عن الحسن قال: يحمد الله في نفسه«

ترجمہ: حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ (بیت الخلاء میں چھینک آنے پر) الحمدللہ دل میں پڑھی جائے۔

16۔ زمین سخت ہو تو اسے نرم کرلے تاکہ چھینٹیں نہ پڑیں

کنز العمال (رقم الحدیث: 17868) میں ہے:

"كان إذا أراد أن يبول فأتى غراز الأرض أخذ عودا فنكت به الأرض حتى يثير من التراب، ثم يبول فيه. د في مراسيله والحارث عن طلحة بن أبي قنان، مرسلا".

ترجمہ: جب آپ ﷺ پیشاب کرنا چاہتے اور زمین سخت ہوتی، تو آپ ﷺ ایک لکڑی لیتے اور اس سے زمین کریدتے، یہاں تک کہ مٹی اڑنے لگتی، پھر اس جگہ میں پیشاب کرتے۔

17۔ جوتا پہن کر بیت الخلاء جائے

کنز العمال (رقم الحدیث: 17876) میں ہے:

كان إذا دخل المرفق لبس حذاءه وغطى رأسه". "ابن سعد عن حبيب بن صالح مرسلا

ترجمہ: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلا میں داخل ہوتے، تو جوتے پہن لیتے اور سر ڈھانپ لیتے تھے۔

18۔ قضاء حاجت کے لیے لوگوں سے دور جائے

سنن ابن ماجہ (رقم الحدیث: 333) میں ہے:

عن يعلى بن مرة، أن النبي صلى الله عليه وسلم: كان إذا ذهب إلى الغائط أبعد

ترجمہ: "حضرت یَعلی بن مُرّہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کے لیے جاتے تو (لوگوں سے) دور چلے جاتے تھے۔

19۔ پیشاب کے لیے نرم جگہ تلاش کرے

سنن اَبی داود (رقم الحدیث: 03) میں ہے:

حدثنا موسى بن إسماعيل، نا حماد، نا أبو التياح، حدثني شيخ، قال: »لما قدم عبد الله بن عباس البصرة فكان يحدث عن أبي موسى، فكتب عبد الله إلى أبي موسى يسأله عن أشياء، فكتب إليه أبو موسى إني كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم فأراد أن يبول، فأتى دمثا في أصل جدار فبال، ثم قال صلى الله عليه وسلم: إذا أراد أحدكم أن يبول فليرتد لبوله موضعا.«

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ ؓ سے روایت ہے کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، آپ کو پیشاب کی حاجت ہوئی، تو آپ ایک نرم جگہ پر ایک دیوار کی جڑ میں گئے اور وہاں پیشاب کیا، پھر فرمایا: جب تم میں سے کوئی پیشاب کرنا چاہے تو اپنے پیشاب کے لیے مناسب جگہ تلاش کرے

20۔ بہتر ہے کہ تین ڈھیلوں سے استنجاء کرے

صحیح مسلم (رقم الحدیث: 262) میں ہے:

عن سلمان قال.........قال: لا يستنجي أحدكم بدون ثلاثة أحجار«

ترجمہ: سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں .... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی تین پتھروں سے کم پر استنجا نہ کرے۔

21۔ ہڈی اور گوبر سے استنجاء نہ کرے

صحیح مسلم (رقم الحدیث: 262) میں ہے:

عن سلمان قال: » قال لنا المشركون: إني أرى صاحبكم يعلمكم حتى يعلمكم الخراءة، فقال: أجل، إنه نهانا أن يستنجي أحدنا بيمينه، أو يستقبل القبلة ونهى عن الروث والعظام.........الخ

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مشرکوں نے ہم سے کہا: "ہم دیکھتے ہیں کہ تمہارا یہ ساتھی (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں سب کچھ سکھاتا ہے، حتیٰ کہ بیت الخلا جانے کا طریقہ بھی۔" سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جی ہاں، بے شک! انہوں نے ہمیں منع فرمایا کہ ہم دائیں ہاتھ سے استنجا کریں، یا قبلہ کی طرف رخ کر کے قضائے حاجت کریں۔ اور ہمیں گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے سے بھی منع فرمایا............الخ

22۔ لوگوں کے راستے اور سایہ کی جگہ میں پیشاب، پاخانہ نہ کرے

صحیح مسلم (رقم الحدیث: 269) میں ہے:

عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: » اتقوا اللعانين قالوا: وما اللعانان يا رسول الله؟ قال: الذي يتخلى في طريق الناس أو في ظلهم «

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لعنت کے موجب بننے والی دو چیزوں سے بچو۔ صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ دو لعنت والے کام کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جو لوگوں کے راستے میں یا ان کے سایہ کی جگہ قضائے حاجت کرتا ہے۔

23۔ جنگل میں یا آبادی سے دور قضاء حاجت کے لیے جائے تو ساتھ نیزہ وغیرہ لے کر جائے تا کہ موذی جانوروں سے حفاظت ہو سکے

صحیح مسلم (رقم الحدیث: 271) میں ہے:

عن عطاء بن أبي ميمونة أنه سمع أنس بن مالك يقول: » كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يدخل الخلاء فأحمل أنا وغلام نحوي إداوة من ماء وعنزة، فيستنجي بالماء «

ترجمہ: حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلا میں داخل ہوتے، تو میں اور میرے جیسا ایک لڑکا پانی کا برتن اور ایک نیزہ اٹھا کر لے جاتے۔

24۔ کسی چیز کے بِل (سوراخ) میں پیشاب نہ کرے

سنن نسائی (رقم الحدیث: 34) میں ہے:

عن عبد الله بن سرجس أن نبي الله صلى الله عليه وسلم قال: »لا يبولن أحدكم في جحر «

ترجمہ: عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کسی بِل (سوراخ) میں پیشاب نہ کرے۔

اہلِ علم کے ذکر کردہ آداب کی تفصیل:

1۔ اپنے ستر اور گندگی کی طرف نہ دیکھے۔

2۔ پیشاب پر نہ تھوکے۔

3۔ ضرورت سے زائد نہ بیٹھے۔

4۔ رینٹ صاف نہ کرے اور نہ ہی کھنکارے۔

5۔ پیشاب کا زور پڑنے سے پہلے ہی بیت الخلاء کی طرف چل پڑے۔

6۔ قضاء حاجت کے وقت آخرت کے اُمور میں غور وفکر نہ کرے۔

7۔ اذان کا جواب نہ دے۔

8۔ اپنے بدن سے نہ کھیلے۔

9۔ آسمان کی طرف نگاہ نہ اُٹھائے۔

10۔ داخل ہوتے وقت پہلے بایاں قدم داخل کرے۔

11۔جنگل، آبادی کے کنارے میں پیشاب کرے تو پیشاب، پاخانہ دفن کردے۔

12۔جب پیشاب کر چکے تو شرمگاہ کو نیچے سے سپاری تک سونتے۔

13۔کھڑے ہونے سے پہلے ستر ڈھانپ لے۔

14۔باہر نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر نکالے۔

شامی(1/615)میں ہے:

إذا أراد أن يدخل الخلاء ينبغي أن يقوم قبل أن يغلبه الخارج ولا يصحبه شيء عليه اسم معظم ولا حاسر الرأس ولا مع القلنسوة بلا شيء عليها، فإذا وصل إلى الباب يبدأ بالتسمية قبل الدعاء هو الصحيح فيقول: بسم الله »اللهم إني أعوذ بك من الخبث والخبائث « ، ثم يدخل باليسرى ولا يكشف قبل أن يدنو إلى القعود، ثم يوسع بين رجليه ويميل على رجله اليسرى، ولا يفكر في أمر الآخرة كالفقه والعلم، فقد قيل: إنه يمنع منه شيء أعظم منه ولا يرد سلاما ولا يجيب مؤذنا، فإن عطس حمد الله تعالى بقلبه، ولا ينظر إلى عورته ولا إلى ما يخرج منه، ولا يبزق في البول، ولا يطيل القعود فإنه يولد الباسور، ولا يمتخط، ولا يتنحنح، ولا يكثر الالتفات ولا يعبث ببدنه، ولا يرفع بصره إلى السماء وينكس رأسه حياء مما ابتلي به ويدفن الخارج، ويجتهد في الاستفراغ منه، فإذا فرغ يعصر ذكره من أسفله إلى الحشفة، ثم يمسح بثلاثة أحجار ثم يستر عورته قبل أن يستوي قائما ثم يخرج برجله اليمنى ويقول: »غفرانك، الحمد لله الذي أذهب عني ما يؤذيني، وأمسك علي ما ينفعني« ثم يستبرئ فإذا استيقن بانقطاع أثر البول يقعد للاستنجاء بالماء موضعا آخر، ويبدأ بغسل يديه ثلاثا.

***

مفہومِ قرآن اور مصنوعی ذہانت

تحریر وتخریج: ڈاکٹر مبشر حسین رحمانی

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا پاک کلام ہے، جو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے انسان وجنات کی رہنمائی کے لیے آخری نبی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے ذریعہ نازل فرمایا۔ قرآن پاک کا مفہوم وہی معتبر اور صحیح ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سمجھا ہو۔ قرآن پاک کی تفسیر کا کام نہایت احتیاط کا متقاضی ہے اور ہر کس و ناکس کا یہ کام نہیں کہ وہ محض قرآنی تراجم پڑھ کر عقلی طور پر قرآن پاک کی تفسیر وتشریح کرنے بیٹھ جائے۔ اگر کوئی شخص محض اپنی عقل کے بل بوتے پر قرآن کا مفہوم سمجھے اور پھر اس کو منشاء الٰہی قرار دے تو اس کو قرآن دشمنی پر محمول کیا جائے گا۔ نیز اگر کوئی چاہے کہ لغت کی کوئی کتاب لے کر بیٹھ جائے، اور اس میں الفاظ کے معنی دیکھ دیکھ کر قرآن کا مفہوم سمجھنا شروع کرے تو قیامت تک قرآن کا صحیح مفہوم نہیں سمجھ سکتا۔

آجکل مصنوعی ذہانت کا بہت چرچا ہے اور یہ بات عوام میں پھیلائی گئی ہے کہ مصنوعی ذہانت کے سسٹم انسانی ذہانت سے کہیں آگے نکل چکے ہیں۔ مصنوعی ذہانت کے عنوان سے دین اور دینی علوم کی اساس کو نشانہ بنانے کی کوششیں اپنے عروج پر ہیں۔ باطل قوتوں کی یہ کوشش اور سوچ ہے کہ مصنوعی ذہانت یعنی آرٹیفیشل انٹیلیجنس کا استعمال کرتے ہوئے قرآنِ پاک کی جدید تفسیر و ترجمہ کیا جائے۔ اس کیلئے براہ راست اگر یہود و نصاریٰ کو استعمال کیا جائے گا تو مسلمانوں میں اس تفسیر و ترجمہ قرآن کو مقبولیتِ عامہ نہ مل

سکے گی البتہ اگر یہی تفسیر و ترجمہ کسی مسلمان، بالخصوص برصغیر پاک و ہند سے تعلق رکھنے والے کسی مسلمان، نے کیا ہو تو اس تفسیر و ترجمہ قرآن کو برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں میں قبولیت ملنے کے زیادہ امکانات ہیں۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم مسلمانوں ہی میں سے کچھ صاحبانِ علم، باطل قوتوں اور مستشرقین کے غیر دانستہ طور پر آلہ کار بن رہے ہیں اور مصنوعی ذہانت کو استعمال کرتے ہوئے قرآن پاک کی تفسیر و ترجمہ پر کام کررہے ہیں اور ایسے سوالات اٹھا رہے ہیں جو کہ بالکل نئی طرز کے ہیں۔ گو کہ ایسے حضرات بڑے اخلاص سے ان باتوں کی ترغیب دیتے ہیں کہ ہم تو مصنوعی ذہانت کی ٹیکنالوجی کو قرآن فہمی کے لیے استعمال کررہے ہیں اور مصنوعی ذہانت کو علومِ قرآن میں استعمال کرکے کئی فوائد حاصل کیے جاسکتے ہیں مثلاً اس سے مدارسِ دینیہ کے طلبائے کرام میں علمِ تفسیر میں علمی رسوخ، استعداد اور صلاحیت بڑھے گی مگر حقیقتِ حال یہ ہے کہ چونکہ ایسے لوگوں کو سائنسی علوم میں رسوخ نہیں، مصنوعی ذہانت کی تکنیکی باریکیوں و خامیوں کا علم نہیں، غالباً اسی وجہ سے وہ نادانستہ طور پر مصنوعی ذہانت کو قرآن فہمی میں استعمال کرنے کو فروغ دے رہے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ملکی و عالمی سطح پر ایسی کوششیں جاری ہیں کہ کس طریقے سے مصنوعی ذہانت کو علومِ قرآنی میں استعمال کیا جائے۔

اس مضمون میں ہم مفہومِ قرآن اور مصنوعی ذہانت سے متعلق کچھ سوالات کے جوابات دینے کی کوشش کریں گے۔ اول، مصنوعی ذہانت کے علومِ قرآنی میں استعمال سے کیا مراد ہے؟ دوم، مصنوعی ذہانت میں کتنی ذہانت ہے؟ سوم، کیا مصنوعی ذہانت سے قرآن کا صحیح مفہوم سمجھا جاسکتا ہے؟ چہارم، کیا مصنوعی ذہانت سے قرآنِ پاک کا ترجمہ و تفسیر کی جاسکتی ہے اور کیا ایسا ترجمہ و تفسیر مسلمانوں کے نزدیک معتبر ٹھہرے گا؟۔

مصنوعی ذہانت کے علومِ قرآنی میں استعمال سے مراد

قارئین کے ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ کمپیوٹر تو سہولت لے کر آیا ہے اور کمپیوٹر کے استعمال سے تو علوم القرآن کی خدمت کی گئی ہے۔ مثلاً قرآن پاک کی طباعت کے اندر کمپیوٹر کے استعمال سے کس قدر امُت کو فائدہ حاصل ہوا ہے۔ کمپیوٹر کے استعمال سے کسی خاص آیت، مضمون، یا حُرف کو قرآن پاک میں ڈھونڈنا کتنا آسان ہوگیا ہے۔ لیپ ٹاپ یا موبائل فون پر کوئی قرآن پاک کی ایپلی کیشن کھولیے، کسی بھی

آیت تک سیکنڈوں سے بھی کم وقت میں پہنچ جایئے، اُس آیت کی شانِ نزول اور تفسیر مع حوالہ جات دیکھے جاسکتے ہیں۔ کمپیوٹر کی مدد سے مختلف قراۃ میں قرآن کی تلاوت سنی جاسکتی ہے۔

مصنوعی ذہانت میں ہونے والی ترقی کو مختلف طریقوں سے علوم القرآن میں استعمال کیا جارہا ہے مثلاً مختلف قاری حضرات کی تلاوت آڈیو میں موجود ہو تو مصنوعی ذہانت کے ذریعے پتہ چلایا جاسکتا ہے کہ کون کی قراۃ کس قاری نے کس لہجے میں کی ہے۔ آجکل تو مصنوعی ذہانت کے ایسے سافٹ وئیر دستیاب ہیں جس میں اگر کوئی شخص قرآن پاک کی تلاوت کرے تو کمپیوٹر یا موبائل اسکرین پر وہ سافٹ وئیر تلاوت کی گئی قرآنی آیات لکھنا شروع کردے گا، جیسے جیسے وہ شخص تلاوت کرتا جائے گا، کمپیوٹر اسکرین پر وہ قرآنی آیت لکھتی چلی جائے گی، اگر کہیں غلطی ہوگی تو اس کی نشاندہی کردے گی۔ اس طرح کے سافٹ وئیر بنانے والے یہ دعویٰ کررہے ہیں کہ اُن کی تیار کردہ ایپلی کیشن قرآن پاک حفظ کرنے والوں کو حفظِ قرآن میں مدد فراہم کرے گی۔ نیز مصنوعی ذہانت کو استعمال کرتے ہوئے اگر کوئی قاری کسی آیت کے پہلے حصے کی تلاوت کررہا ہے تو اگلہ جملہ یا لفظ کون سا آئے گا، یہ صلاحیت بھی آجکل سافٹ وئیر کے اندر موجود ہے۔ اس سے بڑھ کر مصنوعی ذہانت سے قرآن پاک سے متعلق مختلف آراء، تفاسیر اور تراجم، چند لمحوں میں ہمارے سامنے آجاتے ہیں بلکہ یہ مصنوعی ذہانت کے سافٹ وئیر ان کا تجزیہ بھی پیش کردیتے ہیں۔

مصنوعی ذہانت سے متاثر ہو کر بعض لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ " مصنوعی ذہانت ہمیں قرآن کے ایسے پہلوں کو سمجھنے میں مدد کرسکتی ہے جو پہلے اوجھل تھے۔ اس سے ہر زبان میں قرآن کا ترجمہ کیا جاسکتا ہے جس سے دنیا بھر کے لوگ قرآن کو اپنی زبان میں سمجھ سکتے ہیں"۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مصنوعی ذہانت کے علومِ قرآنی میں استعمال سے ہماری کیا مراد ہے؟ کیا مصنوعی ذہانت کو علوم القرآن میں استعمال کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر کیا جاسکتا ہے تو پھر مفتیانِ کرام اس کی حُدود و قیود کیا بتاتے ہیں؟ اگر نہیں کیا جاسکتا تو کیوں نہیں کیا جاسکتا؟ نیز بطور کمپیوٹر سائنسدان ہم کیوں یہ کہہ رہے ہیں کہ مصنوعی ذہانت کے سافٹ وئیر کو دینی علوم بالخصوص قرآنِ پاک کی تفسیر و ترجمہ کے لیے ہرگز ہرگز استعمال نہ کیا جائے؟

قارئین کو یہ واضح رہنا چاہیے کہ مصنوعی ذہانت کو علوم القرآن میں ہرگز استعمال نہیں کرنا چاہیے کیونکہ مصنوعی ذہانت کے سافٹ وئیر خود سے مواد بنا رہے ہوتے ہیں۔ "خود سے مواد" بنانے سے مراد یہ نہیں ہے کہ مصنوعی ذہانت کے سافٹ وئیر میں کوئی اشرف المخلوق انسانوں جیسی تخلیقی صلاحیت و ذہانت آگئی ہے بلکہ

مصنوعی ذہانت کے سسٹم، بالخصوص، لارج لینگویج ماڈلز، چونکہ" اگلے ٹوکن کی پیشن گوئی" کی بنیاد پر کام کرتے ہیں یعنی اگلے جملوں کی پیشن گوئی کررہے ہوتے ہیں لہذا ان سافٹ ویئر کا کام کرنا قطعی طور پر بھی انسانوں کے سوچنے، سمجھنے اور انسانی ذہانت کے مقابل نہیں ہوسکتا۔ الغرض، سائنسدانوں اور مصنوعی ذہانت کے ماہرین کے مطابق مصنوعی ذہانت کے ان کمپیوٹر پروگرامز کو انسانی ذہانت کے برابر تسلیم کرلینا سائنسی و تکنیکی طور پر درست نہیں۔

جب ہم مصنوعی ذہانت کے سافٹ ویئرز سے قرآن پاک کا ترجمہ وتفسیر یا خلاصہ و تجزیہ کروارہے ہوتے ہیں تو دراصل مصنوعی ذہانت کے سافٹ ویئر یہ ترجمہ، تفسیر یا تجزیہ "اگلے حُروف کی پیشن گوئی" کی بنیاد پر کرتے ہیں اور اس ترجمہ، تفسیر، تجزیہ، خلاصہ وغیرہ سے عام انسان کو یہ تاثر ملتا ہے کہ یہ سافٹ ویئر خود سے کوئی بہت ہی زیادہ ذہانت والا مواد تخلیق کررہے ہیں۔ دیکھئے اگر کمپیوٹر میں ہم قرآن پاک کی کئی عربی تفاسیر مثلاً تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر ابن کثیر، تفسیر قرطبی، اور تفسیر ابی السعود اور پھر متاخرین علماء کی اردو تفاسیر مثلاً معارف القرآن، بیان القرآن، تفسیر عثمانی، اور آسان تفسیرِ قرآن از حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم مہیا کردیں اور پھر کوئی کسی آیت کا کمپیوٹر سے ترجمہ پوچھے اور پھر کمپیوٹر، مصنوعی ذہانت کا استعمال کرتے ہوئے، ہمیں اس آیت کی تفسیر اور ترجمے ان تمام پہلے سے کمپیوٹر کو مہیا کی گئی تفاسیر سے لاکر دکھادے تو علمائے کرام کے مطابق ایسا کرنا درست ہے اور اس طرح سے کمپیوٹر اور مصنوعی ذہانت سے علوم القرآن میں استفادہ کرنا درست ہے۔ اس کے برعکس اگر مصنوعی ذہانت کے پروگرامز کمپیوٹر میں مہیا کی گئی تمام تفاسیر، حتیٰ کہ پوری دنیا میں قرآن پاک کی جتنی تفاسیر آج تک لکھی گئیں ہیں، ان سب سے استفادہ کرے، اور پھر مصنوعی ذہانت خود سے، "اگے حُروف کی پیشن گوئی" کی بنیاد پر اپنا تخلیق کردہ ترجمہ و تفسیر تیار کرے تو علمائے کرام کے مطابق ایسی کوئی بھی کوشش کسی بھی درجے میں قابلِ قبول نہیں۔ بس آجکل کے مصنوعی ذہانت کے پروگرامز و سافٹ ویئر مثلاً چیٹ جی پی ٹی وغیرہ کی یہی وہ صلاحیت اور طریقہ کار ہے جس کی جانب ہم اپنے اس مضمون میں قارئین کو توجہ دلارہے ہیں۔

مصنوعی ذہانت میں کتنی ذہانت ہے؟ کیا مصنوعی ذہانت انسانی ذہانت سے تجاوز کرجائے گی؟

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مصنوعی ذہانت میں کتنی ذہانت ہے؟ اور کیا مصنوعی ذہانت کے سسٹم انسانی ذہانت سے کہیں آگے نکل چکے ہیں یا نکلنے والے ہیں اور کیا مصنوعی ذہانت کے پروگرام (اور روبوٹس یا

مشین) مستقبل میں اتنی ذہین ہو جائیں گی کہ انسانیت کو اس سے خطرہ لاحق ہو جائے گا؟

ان سوالات کا جواب ہم مصنوعی ذہانت کے ماہرین کمپیوٹر سائنسدانوں کی آراء کو سامنے رکھ کر سمجھتے ہیں۔

آجکل جو مصنوعی ذہانت کا چرچا ہمیں نظر آتا ہے اس کی تکنیکی اساس اور بنیادیں رکھنے والے سائنسدانوں میں پروفیسر یان لی کن Professor Yann LeCun شامل ہیں۔ یہ پروفیسر ان کمپیوٹر سائنسدانوں میں شامل ہیں جن کے سائنسی تحقیقی کاموں کی بدولت انہیں "بابائے مصنوعی ذہانت" بھی کہا جاتا ہے۔ انہیں کمپیوٹر سائنس کی دنیا کا سب سے بڑا ایوارڈ یعنی ٹیورنگ ایوارڈ Turing Award سن ۲۰۱۸ میں دیا گیا۔ ٹیورنگ ایوارڈ کو کمپیوٹر سائنس کا نوبل پرائز بھی کہا جاتا ہے۔ یہ کمپیوٹر سائنسدان دراصل "نیورل نیٹ ورک" مصنوعی ذہانت کا ایک شعبہ کے بانیوں میں شمار کیے جاتے ہیں، جس کی بنیاد پر بغیر ڈرائیور کے چلنے والی گاڑیاں Self-Driving Car اور چیٹ جی پی ٹی کام کرتے ہیں۔ پروفیسر یان لی کن فرانسیسی نژاد امریکی کمپیوٹر سائنسدان ہیں اور نیو یارک یونیورسٹی، امریکہ میں اپنی خدمات انجام دیتے آئے ہیں۔ یہ میٹا کمپنی (فیس بک کا نیا نام) میں چیف آے آئی سائنٹسٹ ہیں۔ اس کے ساتھ یہ اے سی ایم فیلو ACM Fellow بھی ہیں۔ نیچر جرنل، جو کہ دنیا کے بہترین سائنسی جرائد میں سے ایک سائنسی جریدہ ہے، میں ان کا ۲۰۱۵ میں چھپنے والا "ڈیپ لرننگ" کے موضوع پر سائنسی تحقیقی مقالہ مصنوعی ذہانت کے بنیادی مآخذ میں سے ایک ہے جس کو سائنسی دنیا میں بہت زیادہ پذیرائی ملی۔

مشہور کاروباری شخصیت اور سرمایہ کار ایلون مسک، جو کہ ٹیسلا اور اسپیس ایکس کے بانی بھی ہیں، سے جب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ کچھ ہی عرصے میں لارج لینگوئج ماڈلز جیسے چیٹ جی پی ٹی انسانی ذہانتکو پیچھے چھوڑ دے گی، جسے "آرٹیفیشل جزل انٹیلیجنس" Artificial General Intelligence یعنی "مصنوعی عمومی ذہانت" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ پھر اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ مصنوعی ذہانت اور روبوٹس اتنے ذہین ہو جائیں گے کہ ان کو کنٹرول کرنا انسان کے بس سے باہر ہو جائے گا۔ جبکہ اس کے برعکس پروفیسر یان لی کن کہتے ہیں :

Many of them are banking on the idea that today's large"
are on the, like those from OpenAI,language model-based AIs

“artificial general near-term path to creating so-called that broadly exceeds human level,or AGI ”,i n t e l l i g e n c e .intelligence

OpenAI’s Sam Altman last month said we could have AGI Elon Musk has said it could ”.“a few thousand days w i t h i n .happen by 2026

When a.LeCun says such talk is likely premature departing OpenAI researcher in May talked up the need to I t“. LeCun pounced,learn how to control ultra-intelligent AI ‘urgently figuring out how to control AIseems to me that before we need to have the beginning’systems much smarter than us he”,of a hint of a design for a system smarter than a house cat ”.replied on X

”مجھے ایسا لگتا ہے کہ فوری طور پر یہ معلوم کرنے سے پہلے کہ مصنوعی ذہانت کے پروگرامز جو کہ ہم انسانوں سے زیادہ ذہین ہوں کو کیسے کنٹرول کیا جائے، ہمیں ضرورت ہے کہ کوئی ایسا اشارہ ملے کہ کس طریقے سے ایسا مصنوعی ذہانت کا نظام بنایا جائے جس میں گھریلو بلی جتنی ذہانت ہو“۔

پروفیسر یان لی کن کہتے ہیں گو کہ مصنوعی ذہانت کے کمپیوٹر پروگرامز (الگورتھم) بہت طاقتور ہیں مگر وہ نہیں سمجھتے کہ مصنوعی ذہانت سے انسانیت کو کوئی خطرہ لاحق ہے۔اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ موجودہ مصنوعی ذہانت کسی بھی معنوں میں ذہین نہیں ہے۔نہایت اہم بات یہ ہے کہ مصنوعی ذہانت کے کمپیوٹر پروگرامز (الگورتھم) بنانے والے ہی یہ کہتے ہیں کہ مصنوعی ذہانت کے اندر ایک عام سے جانور یعنی بلی جتنی بھی ذہانت نہیں ہے۔

LeCun also has publicly disagreed with Hinton and Bengio“ .over their repeated warnings that AI is a danger to humanity

in, he is convinced that today's AIs aren't,At the same time . intelligent,any meaningful sense

have a mental, after all, Felines.He likes the cat metaphor some, persistent memory,model of the physical world None of. he says, ability and a capacity for planningreasoning including, AIs"“frontier these qualities are present in today's .those made by Meta itself

Today's models are really just predicting the next word in a And. But they're so good at this that they fool us. he says,text they can seem to,because of their enormous memory capacity when in fact they're merely regurgitating,be reasoning ".information they've already been trained on

”گھریلو پالتو بلی کے اندر جو صلاحیت، صفات، اور ذہانت پائی جاتی ہے مثلاً کہ وہ اپنے دماغ میں حقیقی دنیا کا ایک ماڈل بناتی ہے، اس کی قائم رہنے والی یاداشت، اس کی استدلال کی صلاحیت، اور منصوبہ بندی کی استعداد، یہ سب چیزیں مروجہ مصنوعی ذہانت کے ماڈلز میں نہیں پائی جاتیں حتی کہ ”میٹا“ کمپنی کے اپنے بنائے گئے ماڈلز میں بھی نہیں“۔

”آجکل کے مصنوعی ذہانت کے ماڈلز صرف متن کے اگلے حروف کی پیشن گوئی کرتے ہیں لیکن وہ ایسا کرنے میں اتنے اچھے ہیں کہ وہ ہمیں بیوقوف بناتے ہیں۔ اور ان کی یاداشت کی بہت زیادہ صلاحیت کی وجہ سے، وہ استدلال کرتے دکھائی دے سکتے ہیں، جبکہ درحقیقت وہ معلومات کو محض اگل رہے ہوتے ہیں (یعنی معلومات کو دھرا رہے ہوتے ہیں بغیر تجزیہ یا سمجھے ہوئے) جس پر وہ پہلے ہی تربیت پا چکے ہوتے ہیں“۔

مصنوعی ذہانت اور ذہانت کی آخری انتہا؟

مصنوعی ذہانت کے پروگرامز کی کتنی استعداد اور صلاحیت ہے؟ اور ان مصنوعی ذہانت کی ذہانت کی آخری انتہا کیا ہوسکتی ہے؟ اس کو سمجھنے کے لیے ہم ایک مثال پیش کرتے ہیں۔ اگر ہمارے پاس انگریزی کی

ایک سب سے بڑی ڈکشنری (قاموس، لغت، فرہنگ) موجود ہے جس میں انگریزی زبان کے تمام حروف و الفاظ موجود ہوں تو کیا یہ کہنا درست ہوگا کہ پوری دنیا میں آج تک جتنا بھی مواد انگریزی زبان میں لکھا اور بولا گیا وہ اس ڈکشنری میں موجود لفظوں کے ہیر پھیر (یعنی ایک خاص ترتیب سے ان لفظوں اور حرفوں کو قوائد زبان یعنی گرامر کے حساب سے یکجا کرنا) سے ہی لکھا اور بولا گیا ہے؟ یقیناً اس میں کوئی شک نہیں کہ انگریزی زبان میں آج تک جتنے ناول، افسانے، اشعار، سفرنامے، مکتوبات، تدریسی کُتب، تحقیقی کُتب، سوانح، اور ڈرامے وغیرہ لکھے گئے ہیں انہیں اس ڈکشنری میں موجود لفظوں کی مدد سے ہی تحریر کیا گیا ہے مگر ہم یہ دیکھیں گے کہ اس انگریزی تحریر کا لکھنے والا مصنف کون ہے؟ اس کی تعلیمی قابلیت کیا ہے؟ اس کا علمی مقام کیا ہے؟ اس کا تجربہ کیا ہے؟ اور وہ اپنے لکھے ہوئے مضمون پر کتنا اختصاص رکھتا ہے؟ اس کی لکھی گئی تحریر کی قانونی حیثیت کیا ہے؟

اگر کوئی آسکر وائلڈ کی تحریروں کو یہ کہہ کر مسترد کردے کہ اس کی تحریروں میں کیا کمال ہے؟ صرف انگریزی ڈکشنری کے لفظوں کے ہیر پھیر سے ہی تو آسکر وائلڈ نے اپنی تحریریں لکھیں ہیں۔ تو کیا کوئی عقلمند اس کو تسلیم کرے گا؟ اسی طریقے سے کوئی بخاری شریف کے بارے میں معاذ اللہ، یہ کہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ کا بخاری شریف لکھنے میں کیا کمال ہے؟ یہ تو صرف عربی قاموس کے لفظوں کا ہیر پھیر ہے۔ اس طریقے کی بات کہنا کفر تک لے جاتی ہے۔ اگر کوئی حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہٗ کی ''صحیح مسلم'' پر شہرۂ آفاق شرح ''فتح الملہم'' کے بارے میں یہ کہے کہ یہ تو صرف عربی قاموس کے لفظوں کا ہیر پھیر ہے۔ اسی طریقے سے کوئی یہ کہے کہ حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے جو 1976 میں اس شرح کی تکمیل کا کام ''تکملہ فتح الملہم'' کے نام سے شروع کیا اور اٹھارہ سال نو مہینے کے بعد 3 / اگست 1994ء کو ''تکملہ فتح الملہم'' کا کام چھ جلدوں کی صورت میں پایۂ تکمیل کو پہنچایا (حوالہ: حضرت مفتی محمد تقی عثمانی، علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، نوائے وقت، ۸ جنوری ۲۰۲۱)، اس میں حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے کیا کمال کیا؟ یہی کام تو مصنوعی ذہانت کے سافٹ ویئر بہت ہی قلیل عرصے میں انجام دے لیں گے، آپ صرف ان مصنوعی ذہانت کے کمپیوٹر پروگرامز کو حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہٗ کی تحریر کا اسلوب بتا دیجئے، پھر دیکھئے ان سافٹ ویئر کا کمال، کیسے وہ اس شرح کی تکمیل کرتے ہیں۔ قارئین یاد رکھیں کہ ہم یہ فرضی باتیں نہیں کہہ رہے بلکہ اسی دنیا میں ایسے صاحبِ علم حضرات موجود ہیں جو یہ باتیں

کہتے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر وہ قرآن پاک کی تفسیر سے متعلق ایسی باتیں کہتے ہیں معاذ اللہ۔

دیکھیے، قرآن پاک کے متعلق بھی تو کچھ لوگ یہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ بھی تو ڈکشنری کے لفظوں پر مشتمل ایک تحریر ہے مگر حقیقتاً ایسا نہیں ہے۔ قرآن پاک کو دنیا کی تمام تحریروں پر فوقیت حاصل ہے کیونکہ یہ ڈکشنری کے لفظوں کا ہیر پھیر نہیں بلکہ یہ "کلام اللہ" ہے۔ قرآن پاک کے ہر ہر لفظ کی عظمت ہے، اسی لیے" قرآنِ مجید مصحف میں دیکھ کر پڑھنا افضل ہے، اس لیے کہ مصحف کو دیکھنا، اس کو چھونا اور اس کو اٹھانا، یہ اس کا احترام ہے، اور اس میں معانی میں زیادہ تدبر کا موقع ملتا ہے، نیز اس میں ادب بھی زیادہ ہے"

(حوالہ: دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن)۔

نیز" قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا پاک کلام ہے، جو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے انسان وجنات کی رہنمائی کے لیے آخری نبی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے ذریعہ نازل فرمایا۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، مخلوق نہیں۔ قرآن کریم لوحِ محفوظ میں ہمیشہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے جو فیصلے ملأ اعلیٰ یعنی آسمانوں کے اوپر تحریر ہیں، وہ کسی بھی تبدیلی سے محفوظ ہونے کے ساتھ شیاطین کے شر سے بھی محفوظ ہیں، اس لیے اس کو لوحِ محفوظ کہا جاتا ہے۔ اس کی شکل وصورت وحجم کیا ہے؟ ہم نہیں جانتے، مگر قرآن وحدیث کی روشنی میں ہم اس پر ایمان لائے ہیں"

(حوالہ: مفتی محمد نجیب قاسمی سنبھلی، قرآن کریم کا تعارف اور ہماری ذمہ داری، ماہنامہ بینات، اپریل-مئی ۲۰۲۰)۔

اسی طریقے سے احادیث مبارکہ کے متعلق بھی کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ صرف ڈکشنری کے لفظوں کے ہیر پھیر سے کلام بنایا گیا ہے مگر یہ کہنا درست نہیں کیونکہ عام محدثین کی اصطلاح میں حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہر چیز کو حدیث کہا جاتا ہے (حوالہ: دارالافتاء دارالعلوم دیوبند)، جبکہ ایک عام آدمی حدیث سے یہ مراد لیتا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کلام ہے۔ اسی طریقے سے فقہائے کرام کے اقوال پر بھی کوئی یہ غلط منطق لگا سکتا ہے۔ آجکل کے مروجہ عالمی قوانین کی مثال لے لیتے ہیں۔ کوئی یہ بھی تو کہہ سکتا ہے کہ امریکہ، برطانیہ، فرانس، اور پاکستان کے آئین بھی تو اسی ڈکشنری کے لفظوں کی مرہونِ منت ہیں مگر ان ملکوں کے آئین کی قانونی حیثیت سب کو معلوم ہے۔ اسی طریقے سے سپریم کورٹ سے جاری ہونے والے فیصلے بھی تو اسی ڈکشنری کے لفظوں کی ہیر پھیر ہیں مگر ان

لفظوں کی اپنی افادیت، اثر اور قانونی حیثیت ہے۔ دیکھئے اگر کسی جرم کی سزا میں سپریم کورٹ کا جج فیصلہ کرتا ہے اور مجرم کو عمر قید کی سزا ملتی ہے تو کیا کوئی اس سزا کو ٹال دے گا اور کہے گا کہ یہ تو محض ڈکشنری کے لفظوں کا ہیر پھیر ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں، بلکہ اس سپریم کورٹ کے جج کی اس تحریر کی اپنی ایک قانونی حیثیت ہے اور اس تحریر کا ایک اثر پڑتا ہے اور ایک مجرم کو عمر قید کی سزا ملے گی۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ ہم مصنوعی ذہانت کے پروگرام مثلاً چیٹ جی پی ٹی سے اسی طریقے کا فیصلہ لکھوا لیتے ہیں جو کہ اس سپریم کورٹ کے جج کے فیصلے کے متن سے شاید زیادہ فصیح و بلیغ ہو مگر کیا اس تحریر کی کوئی قانونی، اخلاقی، سیاسی، اور علمی و عملی حیثیت ہوگی؟ نہیں! بس اسی طریقے سے کلام اللہ، احادیثِ مبارکہ، فقہائے کرام کے اقوال اور دیگر اہم تحریروں کو ہم چیٹ جی پی ٹی سے لکھوا کر اصل کلام اللہ، اصل احادیث مبارکہ، اور اصل فقہائے کرام کے اقوال کے مساوی ہرگز ہرگز قرار نہیں دے سکتے۔ جو لوگ مصنوعی ذہانت اور چیٹ جی پی ٹی سے حد درجہ تک متاثر ہیں تو کیا وہ لوگ خود اپنی عملی زندگی میں بھی اس کو ہر شعبے میں استعمال کرتے ہیں؟ کیا ایسے لوگوں نے ڈاکٹر و سرجن کے پاس جانا چھوڑ دیا؟ کیا اپنے قانونی معالات کے تَصفِیَہ کے لیے کورٹ کچہریوں میں جانا چھوڑ دیا؟ کیا گھر میں پلمبر، الیکٹریشن، اور بڑھئی کو بلوانا چھوڑ دیا؟ کیا اپنے بچوں کو یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے سے روک دیا؟ یقیناً ایسے لوگ بھی اپنے سارے کام چیٹ جی پی ٹی سے نہیں کرواتے تو پھر کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ دینی علوم کو ہی اپنا تختۂ مشق بناتے نظر آتے ہیں؟

اس امُت نے منکرین حدیث کا فتنہ بھی دیکھا ہے۔ انکارِ حدیث کا عبرتناک انجام حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کچھ اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

”حدیث پر اعتماد نہ کرنے والوں کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یا پوری امت میں سے ایک کو نا قابل اعتماد قرار دینا ہوگا استغفر اللہ آخر یہ کیسے ممکن ہے کہ زید کا کلام عمرو نقل کرے، سننے والے کو زید کے صدق کا یقین ہو اور عمرو پر اعتماد ہو کہ وہ نقل میں جھوٹا نہیں لیکن اس کے باوجود کہے، کہ یہ کلام جھوٹا ہے۔ بہر حال یہاں یہ سوال کسی خاص حدیث کا نہیں بلکہ مطلق حدیث کا ہے۔ جب اس کا انکار کیا جائے گا اور اسے نا قابل اعتماد قرار دیا جائے گا تو اس صورت میں یا خود صاحب حدیث صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے اعتماد اٹھانا ہوگا یا پوری امت کو غلط کار اور دروغ گو کہنا ہوگا۔ انکار حدیث کی تیسری کوئی صورت نہیں۔ اور ان دونوں کا نتیجہ سب کے سامنے ہے۔ اگر معاذ اللہ خود صاحب حدیث صلی اللہ علیہ وسلم یا چودہ سو سالہ

امت سے اعتماد اٹھالیا جائے تو اس کے معنی اس کے سوا اور کیا ہیں، کہ اسلام اور قرآن پر بھی ان کا اعتماد نہیں۔ اور دین وایمان کے ساتھ بھی ان کا کچھ واسطہ نہیں۔ ان حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بے اعتمادی کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں کو ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال دل میں نہ لانا چاہئے کہ اس تمام ترسعی مذموم کے باوجود وہ اسلام اور قرآن کو بے اعتمادی کے جھگڑے سے محفوظ رکھ سکیں گے"۔

(حوالہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی، انکارحدیث کیوں؟، ماہنامہ دارالعلوم، شمارہ 9-10، جلد: 94 رمضان، ذیقعدہ 1431ھ مطابق ستمبر، اکتوبر 2010)

کلام اللہ شریف یا احادیث کی صحیح سمجھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آئی۔ نیز آج کا انسان قرآن وحدیث کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ نہیں سمجھ سکتا لہذا ہمیں ہر صورت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اعتماد کرنا پڑے گا ورنہ ہم گمراہی کے دلدل میں پھنس جائیں گے۔ اگر کوئی یہ ترغیب دے کہ مصنوعی ذہانت کے سافٹ وئیر کے اندر یہ صلاحیت ہے کہ وہ کسی حدیث کی تشریح کردے، اس کا سیاق وسباق بیان کردے، اس سے مسائل کی تخریج کرلے تو یہ بات بالکل غلط ہوگی کیونکہ مشین کے اندر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ سمجھ نہیں ہوسکتی اور نہ ہی مصنوعی ذہانت کی مشینوں نے حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی ہے۔ لہذا مفتیانِ کرام کے مطابق مصنوعی ذہانت کے پروگرامز کو علومِ وحی کے سمجھنے، سیکھنے سکھانے اور ترویج واشاعت کے لیے ہرگز ہرگز استعمال نہ کیا جائے بلکہ جو "خیر القرون" میں طریقہ کار اختیار کیے گئے ہیں یعنی " سینہ بہ سینہ علوم کی منتقلی" اور " سند"، انہی پر انحصار اور انہی کے ذریعے دینی علوم کو اگلی نسل تک منتقل کرنا چاہیے۔

قرآن پاک کا ترجمہ وتفسیر کا کام انسانوں نے انجام دیا ہے۔ بڑے بڑے مفسرین نے قرآن پاک کا ترجمہ اور تفسیر کی ہے مگر وہ لوگ اللہ کے ولی تھے، دینی علوم میں مہارت رکھتے تھے، اور ان میں تقویٰ وللّٰہیت تھی۔ اس کے علاوہ جن لوگوں نے عقل لڑا کر قرآن کا ترجمہ وتفسیر کی، وہ لوگ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ لہذا جن لوگوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چھوڑ کر اپنی رائے پر ترجمہ وتفسیر کیا، ان لوگوں میں للّٰہیت، اتباعِ سنت، تقویٰ اور سینہ بہ سینہ علوم کی منتقلی نہیں ہوئی تھی، اسی وجہ سے ان کے ترجمہ وتفسیر کو امت نے بحیثیتِ مجموعی تسلیم نہیں کیا۔ آج کے دور میں اگر کوئی مصنوعی ذہانت کے پروگرامز سے یہ توقع رکھتا ہے کہ ان سے ہم قرآن پاک کا ترجمہ، تفسیر، خلاصہ اور کسی آیت سے حکم نکال سکتے ہیں تو ایسا کرنا

غیر مناسب ہوگا۔

قرآن پاک کا مفہوم وہی معتبر اور صحیح ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سمجھا ہو۔ قرآن پاک کی تفسیر کا کام نہایت احتیاط کا متقاضی ہے اور ہر کس و ناکس کا یہ کام نہیں کہ وہ محض قرآنی تراجم پڑھ کر عقلی طور پر قرآن پاک کی تفسیر وتشریح کرنے بیٹھ جائے۔ اگر کوئی شخص محض اپنی عقل کے بل بوتے پر قرآن کا مفہوم سمجھے اور پھر اس کو منشاء الٰہی قرار دے تو اس کو قرآن دشمنی پر محمول کیا جائے گا۔ مفہوم القرآن کی مزید وضاحت درجِ ذیل اقتباس سے ہوتی ہے۔

”نہ یہ کہ بعض عقلیت زدہ متجددین کی طرح اپنی خالص ذہنی پرواز اور عقلی کاشت کو ادیبانہ وشاعرانہ رنگ آمیزیوں کے ذریعے بیان کرنے کا نام ”مفہوم القرآن“ رکھ دیا جائے۔ اس لیے کہ قرآن فہمی کے لیے اگر ایسی ہی کھلی چھٹی ہوتی اور ہر شخص کو اختیار ہوتا کہ وہ محض اپنی عقل کے بل بوتے پر قرآن کا مفہوم سمجھے اور جو مفہوم سمجھے بلا تکلف اس کو منشاء الٰہی قرار دے، اور فی الواقع وہ منشاء الٰہی نہ ہو تو سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو نازل فرمانے کے لیے ایک رسول کا واسطہ کیوں بنایا؟ کیا اللہ اس پر قادر نہ تھا کہ وہ اپنی کتاب کو یکا یک زمین پر اتار دیتا؟ اور اس کا ایک نسخہ ہر فرد بشر کے پاس آپ سے آپ پہنچ جاتا؟ اگر وہ اس پر قدرت نہیں رکھتا تو عاجز تھا؟ پھر ایسی عاجز ہستی کو خدا ہی کیوں مانیے؟ اور اگر وہ قادر تھا اور یقیناً قادر تھا تو اس نے اپنی اس کتاب کی نشر واشاعت کا یہ ذریعہ کیوں نہ اختیار کیا؟ یہ تو بظاہر ہدایت کا یقینی ذریعہ ہوسکتا تھا، کیونکہ ایسے صریح معجزے اور بین خوارق عادت کو دیکھ کر ہر شخص مان لیتا کہ یہ ہدایت خدا کی طرف سے آئی ہے، لیکن خدا نے ایسا نہ کیا، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے توسط سے اپنی یہ کتاب بھیجی، ایسا کیوں کیا گیا؟ اس کا جواب خود قرآن دیتا ہے، وہ ہمیں بتاتا ہے کہ خدا نے جتنے رسول بھیجے ہیں، ان کی بعثت کا مقصد یہ رہا کہ وہ فرامین خداوندی کے مطابق حکم دیں، اور ان کے احکام کی اطاعت کریں، وہ الٰہی قوانین کے مطابق زندگی بسر کریں اور لوگ انہی کے نمونہ کو دیکھ کر اس کا اتباع کریں (حوالہ: خُلاصہ مضامینِ قرآنی، صفحہ ۱۹، تالیف مولانا سلیم الدین شمسی، جمع وترتیب واضافات: عمر انور بدخشانی، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی، جنوری ۲۰۲۴)۔

محض لغت کی بنیاد پر تفسیرِ قرآن

جب محض لغت کی بنیاد پر قرآن پاک کی تفسیر کی بات آئے گی تو بہت بڑی خامی وخرابی پیدا ہوگی اور

وہ یہ ہے کہ فہم رسول اور ایک عام آدمی کی فہم کو ایک ہی سطح پر لا کھڑا کیا گیا ہے۔ پھر جب کوئی مصنوعی ذہانت کے ذریعے قرآن پاک کی تفسیر کرنے کی کوشش کرے گا تو مزید خرابی ہوگی کیونکہ مصنوعی ذہانت میں فہم رسول کو ایک عام انسان سے بھی نیچے لے جا کر کمپیوٹر (مشین) کی فہم کے برابر لا کھڑا کیا گیا ہے۔ اور کمپیوٹر (مشین) کی یہ فہم انسان کی فہم سے زیادہ نہیں ہوسکتی کیونکہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور انسان ہی نے مشین اور مصنوعی ذہانت کے الگورتھم (پروگرامز) بنائے ہیں۔ دیکھئے جب مصنوعی ذہانت کے ذریعے کمپیوٹر کو پروگرام کیا جائے گا تو اس کے پاس کیا طریقہ کار ہوگا کہ وہ اس کے ذریعے قرآن پاک کی تفسیر بیان کرے؟ مصنوعی ذہانت کی بنیاد پر کی گئی ایسی تفسیر لغت کا حل تو ہوسکتی ہے (وہ بھی غلطیوں سے بھری ہوئی) مگر کلام الٰہی کی تشریح نہیں۔ مزید وضاحت درجِ ذیل اقتباس سے ہوتی ہے۔

”کیونکہ اگر کوئی چاہے کہ لغت کی کوئی کتاب لے کر بیٹھ جائے، اور اس میں الفاظ کے معنی دیکھ دیکھ کر قرآن کا مفہوم سمجھنا شروع کرے تو قیامت تک قرآن کا صحیح مفہوم نہیں سمجھ سکتا کیونکہ دنیا کی ساری زبانوں کی طرح بلکہ ان سے کہیں زیادہ عربی زبان کے الفاظ اپنے معانی کے لحاظ سے سرمایہ دار ہیں، یعنی عربی کا ایک ایک لفظ اپنے اندر چار چار اور پانچ پانچ معنی رکھتا ہے، اس بنا پر ایسا کرنے والا اپنے ذوق ومزاج اور اپنی پسند ورجحان کے مطابق کوئی ایک معنی اخذ کرے گا، پھر کیا کوئی ایسا حتمی ذریعہ ہے کہ وہ یہ دعوی کر سکے کہ یہی معنی ومفہوم فی الواقع منشاء الٰہی ہے؟ یہ صرف رسول کر سکتا ہے جو مہبط وحی ہوتا ہے، اس لیے وہ اپنے قول وعمل سے قرآن کریم کا جو مفہوم بتائے گا، حقیقتاً اور بالیقین وہ منشاء ومراد الٰہی ہوگا، اس بنا پر اطاعت الٰہی کی واحد شکل اتباع رسول ٹھہری، رسول کی یہی وہ ذمہ داری تھی، جس کا اعلان قرآن کریم نے اس طرح کیا ہے کہ۔۔۔

”ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان کیا جبکہ اس نے ان میں ایک رسول بھیجا جو ان پر اللہ کی آیات تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان پر کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے (حوالہ: سورۃ آل عمران، آیت ۱۶۴)۔“

پھر ایسا شخص جو حدیث وسنت کو نظر انداز کر کے قرآن فہمی کو ممکن بنا تا ہے، وہ دراصل فہم رسول اور ایک عامی انسان کی فہم کو ایک ہی سطح پر لا کھڑا کرتا ہے، اور اپنے اس طرزِ عمل سے گویا وہ خم ٹھونک کر آتا ہے، اور کہتا ہے کہ آپ بھی ایک آدمی اور میں بھی ایک آدمی، جس خالق نے آپ کو پیدا کیا، اسی خالق نے مجھے پیدا کیا،

بشریت کے جو جذبات و داعیات اور جو قوتیں اور صلاحیتیں اور تفکر و تعقل کی جو قابلیتیں خدا نے آپ کو دیں وہ مجھے بھی دیں، لہٰذا قرآن آیات کی تشریح و تفسیر کا مجھے بھی اتنا ہی حق ہے جتنا آپ کو، بلکہ ایٹم اور اسٹپنگ کے اس دور ارتقاء میں فہم رسول (نعوذ باللہ) پرانی ہو چکی ہے۔ اب تو ۔۔۔۔۔ مے اور ہے، جام اور ہے جم اور۔

لیکن ایسے لوگ بھول جاتے ہیں کہ رسول کی فہم محض ایک بشر کی فہم نہ تھی، اور رسول کی تعلیم کتاب "تاج العروس" اور "لسان العرب" وغیرہ عربی لغت دیکھ دیکھ کر نہ تھی، بلکہ از روئے وحی تھی، بس اس فرق کے ساتھ کہ الفاظ کی وحی کا تعلق یتلوا علیھم کے ساتھ ہے، اور اس کی بعینہ تبلیغ پر رسول مامور تھے: بلغ ما انزل الیک من ربک اور ان الفاظ کے معنی اور منشاء الٰہی کی تعلیم کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے الفاظ کا انتخاب فرما سکتے ہیں اور جہاں موقع و ضرورت ہوتی قول کے ساتھ عمل کر کے بھی بتاتے تھے" (حوالہ: خُلاصہ مضامینِ قرآنی، صفحہ ۲۱، تالیف مولانا سلیم الدین شمسی، جمع و ترتیب و اضافات: عمر انور بدخشانی، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی، جنوری ۲۰۲۴)۔

کیا مصنوعی ذہانت کے حامل کمپیوٹر کی ذہانت ایک بشر کی ذہانت کے برابر ہو سکتی ہے؟ اور کیا کسی عام بشر کی فہم ایک رسول کی فہم کے برابر ہو سکتی ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں! قرآن فہمی و تفسیر کے لیے حدیث و سنت، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین اور سلف کے اقوال ضروری ہیں۔

خلاصہ مضمون

مصنوعی ذہانت اور خاص طور پر ایل ایل ایم (چیٹ جی پی ٹی وغیرہ) کے حوالے سے یہ بات پیش کی جا رہی ہے کہ ایل ایل ایم کے ذریعے پوری دنیا کے ڈیٹا (مواد) تک رسائی ہو گئی ہے اور اس سے وہ چیزیں وجود میں آ رہی ہیں کہ انسانی عقل دنگ ہے۔ بنیادی بات یہ ہے کہ اگر پوری دنیا کے مخلوقات یعنی جن و انس مل جائیں جن میں اولیاء اللہ، قطب، ابدال، شیخ الحدیث، مفتی، عالم، مفسر، قاری، ریاضی دان، محقق، سائنسدان وغیرہ شامل ہوں اور ان تمام لوگوں کے علوم، فہم، فراست، تقویٰ، للّٰہیت، خشوع، خضوع، تفقہ کو جمع کیا جائے تو وہ ادنیٰ سے ادنیٰ درجے کے صحابی رضی اللہ عنہم کی فہم و فراست تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علمِ وحی عطا کیا گیا، یہ براہ راست اللہ پاک کی طرف سے عطا ہوا اور وہ انہوں نے براہ راست صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو قرآن پاک کا مفہوم سکھلایا۔ خلاصہ یہ کہ

مصنوعی ذہانت قطعی طور پر قرآن پاک کا صحیح مفہوم نہیں بیان کرسکتی۔ لہذا ہم میں سے ہر ایک مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ قرآنِ پاک کی اُسی تفسیر اور مفہوم کو قبول کرے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعے ہم تک پہنچتی ہے۔ نیز ہمیں چاہیے کہ ہم مصنوعی ذہانت کے سافٹ وئیر کو دینی علوم بالخصوص قرآنِ پاک کی تفسیر و ترجمہ کے لیے ہرگز ہرگز استعمال نہ کریں۔

***

اظہار تشکر

ارض حرمین شریفین کا دفاع پاکستان کیلئے باعث فخر

پاکستان اور سعودی عرب کے مابین حالیہ تاریخی دفاعی معاہدہ امت مسلمہ کے لیے انتہائی خوشی کا باعث ہے۔ جامعہ دار التقوی اس اہم قدم کا بھرپور خیر مقدم اور حکومت پاکستان و مملکت سعودی عرب کی قیادت کو مبارکباد پیش کرتا ہے۔

ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ دونوں ممالک کو اپنی امان میں رکھے، مزید استحکام، ترقی اور اتحاد کی منزلیں عطا فرمائے اور یہ تعلق باقی امت مسلمہ کے لیے اخوت، تعاون اور امن کی روشن مثال بنے۔ آمین

ادارہ

جامعہ دارالتقویٰ ٹرسٹ، لاہور کے تحت سیلاب زدگان کے لیے امدادی سرگرمیاں

مولانا ذوالکفل

ارض پاک اس وقت ایک خدائی آزمائش سے گزر رہا ہے ملک میں خاص طور پر صوبہ خیبر پختونخواہ اور پنجاب شدید سیلاب کی زد میں تھے جس سے لاکھوں کی تعداد میں لوگ متاثر ہوئے۔ الحمدللہ دارالتقوی کے پلیٹ فارم سے سیلاب زدگان کی فوری امداد کے لیے مختلف جگہوں پر امدادی سرگرمیوں کا آغاز کیا گیا سب سے پہلے بونیر کے علاقے میں جامعہ دارالتقوی کی طرف سے امدادی سرگرمی شروع کی گئی۔

بونیر کے آفت زدہ علاقوں میں جامعہ دارالتقوی کے رضا کاروں نے اپنی بساط کے مطابق کافی حد تک متاثرہ علاقے کا دورہ کیا اور متاثرین میں جن میں زیادہ تر اپنے پیاروں اور گھر بار کی نعمت سے محروم ہو چکے تھے انکی دلجوئی اور تعزیت کے ساتھ ساتھ نقد رقم تقسیم کی۔

اسکے بعد پنجاب میں سیلاب کی تباہ کاریاں شروع ہوگئیں پنجاب میں نارووال، سیالکوٹ، بہاول پور، احمد پور، علی پور، جلال پور، گجرات، ضلع جھنگ اور اس جیسے بے شمار علاقوں میں سیلاب کی وجہ سے لاتعداد لوگ متاثر ہوئے، شروع میں تو اول مرحلہ لوگوں کو ریسکیو کرنے اور پکے ہوئے کھانے کا تھا الحمدللہ جامعہ دار التقوی کے رضا کاروں نے ان مشکل حالات میں اپنی خدمات سرانجام دیں اور دور دراز کے دیہاتوں میں پھنسے ہوئے لوگوں کو کشتیوں کے ذریعے ریسکیو کر کے محفوظ مقامات تک پہنچایا۔ اسی طرح اگلہ اہم مرحلہ بے یارو مددگار لوگوں میں روزانہ پکے ہوئے کھانے کی تقسیم تھا، اللہ کے فضل سے جامعہ کے رضا کاروں نے

روزانہ کی بنیاد پر سیلابی علاقوں میں پکا پکایا کھانا پہنچایا۔ایک ہی وقت میں پنجاب کے آفت زدہ علاقوں میں جامعہ کی مختلف ٹیمیں کام کرتی رہیں جس کے تحت مجموعی طور پر تقریبا ساڑھے پانچ ہزار گھرانوں میں مختلف ضروریات زندگی پر مشتمل راشن تقسیم کیا گیا۔اسی طرح مختلف علاقوں کی ضروریات کے پیش نظر جانوروں کا چارہ ، آمد و رفت کے لیے کشتی اور سواری کا کرایہ ، عارضی رہائش کے لیے خیمے اور اس طرح کی دیگر ضروریات کا بہت اچھے طریقے سے انتظام کیا گیا۔

انہی ضروریات میں ایک بڑی ضرورت بحالی کی تھی ، وہ علاقے جہاں سیلاب کا پانی کسی حد تک اتر چکا تھا وہاں لوگوں میں اپنے گھروں کی تعمیر، گھریلو سامان کی خریداری کے لیے بھی جامعہ کی طرف سے ایک خطیر رقم مستحق لوگوں میں تقسیم کی گئی اب کافی حد تک پنجاب اس آفت سے نکل چکا ہے اس لیے ادارے کی طرف سے ان متاثرہ علاقوں میں بحالی پروگرام شروع کیا جا رہا ہے۔جسکے تحت مکانات کی تعمیر، روزگار کی بحالی اور دیگر اہم امور پر کام کیا جائے گا۔

یہ محض اللہ کے فضل اور آپ سب مخلصین کے تعاون سے ممکن ہوا امید ہے کہ آپ اس آئندہ کے بحالی پروگرام میں بھی ادارے کے ساتھ بھرپور تعاون کریں گے تا کہ آپ کی امانتیں مستحقین تک پہنچائی جا سکیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ اس پروگرام میں شرکت کرنے والے تمام لوگوں کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔آمین۔

✼✼✼

ہر ماہ باقاعدگی سے شائع ہونے والا
تربیتی، اصلاحی اور تبلیغی رسالہ
تاجر حضرات اپنے کاروبار اور مصنوعات کی
موثر تشہیر کے لئے ماہنامہ دارالتقوی کا انتخاب کریں

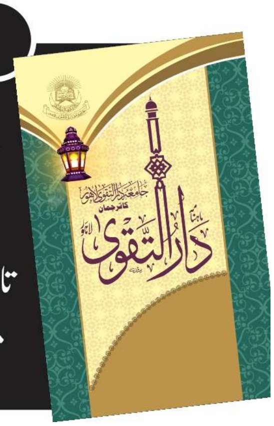

علم ومطالعہ کی کنجی

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

علامہ ندوی رحمہ اللہ نے طالب علموں سے خطاب کرتے ہوئے یہ زریں الفاظ ارشاد فرماتے تھے:

عزیز طلباء میں آپ کے سامنے کسی تکلف یا اشارہ کنایہ سے کام نہیں لینا چاہتا۔ اگر میں آپ سے بھی بے تکلفی سے بات نہ کروں گا تو پھر کس سے کروں گا؟ یہ میرے لیے انتہائی خوشی ومسرت کا مقام ہے کہ مجھ کو یہاں حاضری کا موقع ملا۔

نصاب تعلیم کا دائرہ عمل:

ہمارے نصاب تعلیم کا یہ ایک اہم مسئلہ ہے کہ یہ نصاب اپنی خوبیوں اور امتیازات کے باوجود دیگر ضروریات کو مکمل نہیں کرتا۔ کوئی ایسا شخص جو ذمہ دار اور حقیقت پسند ہو، یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہمارا نصاب تعلیم زندگی کی تمام ضروریات پر حاوی ہے۔ ہمارا نصاب تعلیم بھی اس کا مدعی اور ضامن نہیں۔ نصاب تو درحقیقت اس ملکہ خاص کا ضامن ہے، جو انسان کی زندگی میں قدم قدم پر رہنمائی وقیادت کا کام انجام دے سکے۔ انسان میں اتنی استعداد پیدا کردے کہ وہ کنایوں سے فائدہ اٹھا کر نتائج اخذ کر سکے۔ وہ زندگی کے تمام تقاضوں اور ضروریات کی تکمیل کا ضامن نہیں ہوتا۔ قدیم نصاب تعلیم نے بھی یہ دعوی نہیں کیا۔ اگر چہ ہمارے نصاب میں ملکہ پیدا کرنے کی خصوصیت ہے، لیکن زندگی کے ہر مرحلے میں انسان کی صحیح رہنمائی کر سکتے، یہ اس کا دعوی نہیں کرتا۔ آج ماہرین تعلیم کے سامنے یہ مسئلہ بڑا اہم ہے کہ نصاب تعلیم کے علاوہ طلباء کے لیے ایسی کیا چیز مہیا کی جائے، جو زندگی اور منصب ومرتبے کے تقاضوں کو پورا کرے۔ جس ماحول میں ان تقاضوں کی تکمیل ہوتی ہو، اس ماحول سے صحیح رابطہ پیدا کر سکے۔ یہ مسئلہ مغرب کے دانش وروں سے لے کر مشرق کے عالموں تک ... سب کے لیے اہم اور بڑا مسئلہ بن گیا ہے۔

ذوق کیسے پیدا کیا جائے:

ایک صورت تو یہ ہوسکتی ہے کہ طلباء کے لیے کتب خانے مہیا کیے جائیں۔ پھر اساتذہ کتابوں کے مطالعہ میں طلباء کی رہنمائی کریں، تاکہ طالب علم زندگی کے کارواں سے بچھڑنے نہ پائیں۔ جب وہ کسی کتاب کا مکمل مطالعہ کرلیں اوراس پر حاوی ہوجائیں تو ان کو زندگی سے اجنبیت محسوس نہ ہو۔ایک راستہ یہ ہے کہ طلباء کو وقتاً فوقتاً ایسے ماہرین تعلیم اورعلم وفن کے فضلاء مہیا کیے جائیں، جوان کے سامنے نئے زاویے اور نئے حقائق پیش کریں۔طلباء کو قدیم علمی معلومات کے علاوہ جدید علوم کے حقائق سے آشنا کریں۔اس طریقے کو ہمارے ملک میں بھی آزمایا جارہا ہے۔ یہ سلسلہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، جامعہ ملیہ اورمشرق وسطی کے علمی مرکزوں میں بھی رائج ہے۔حقیقت میں یہ بات انتہائی لائق تحسین وتوصیف ہے کہ مشاہیر علم وفن یہاں آکر اپنے خطبات ومقالات سے علم وتعلیم کا نچوڑ آپ کے سامنے پیش کردیں۔خود بھی اہل علم کی مجلسوں سے ربط قائم رکھا جائے۔اس کے بعد انسان بہت تھوڑے مواد سے کام لے سکتا ہے،لیکن ایسا ملکہ جب ہی پیدا ہوگا، جب کہ مختلف مجالس اور محافل میں شرکت کی جائے یہ سب باتیں وہی سمجھ سکتا ہے، جوعلامہ شبلی اورسید سلیمان ندوی کی محفلوں میں شریک ہوا ہو۔مولانا شبلی کو قدرت نے فطری مزاح اورنقا کیا تھا۔مولانا سید ندوی ان کی محفلوں میں شریک ہوتے رہے اوران کے چشمہ علم سے سیراب ہوتے رہے۔ اس کی وجہ سے ان میں وہ شعور، ذوق اورملکہ پیدا ہوگیا، جو کہ بہت کم لوگوں کو حاصل ہوتا ہے۔

ذوق کا مطلب یہ ہے کہ اگرآپ کے سامنے کوئی شعر پڑھا جائے تو آپ اپنے ادبی ذوق سے یہ بتلا دیں کہ یہ فلاں کا شعر ہے۔ایسا نہ ہوکہ آپ کے سامنے انیس ودبیر کے اشعار پڑھے جارہے ہوں اوران کو آپ غالب وذوق کی طرف منسوب کریں یا مومن کا شعر ہواورآپ اس کو کسی اور کا سمجھ رہے ہوں۔ یہ سب باتیں مختلف مجلسوں میں شرکت کے بعد پیدا ہوں گی۔

ہمارے لیے یہ بات افسوس ناک ہوگی کہ ہم اس تیز رفتار دور میں طبعیات، سائنس وغیرہ کی ابتدائی معلومات سے بھی ناآشنا ہوں، جواس دور میں لازمی اورضروری ہیں۔ بلکہ اخبارات ورسائل کے سمجھنے کے لیے ان کا علم ناگزیر ہے۔اس کے لیے بھی یہ ضروری ہے کہ ہم اس قسم کی محفلوں میں شریک ہوں اور معلومات حاصل کریں۔

ایک مثال:

انسان کے ذہن میں جب مراتب کا علم نہیں ہوتا اور وہ موٹی بات نہیں جانتا تو اس حیا دار آدمی کے لیے شرفاء کی مجلس میں شریک ہونا بھی دوبھر ہو جاتا ہے۔ جب میں نوعمر تھا اور میں نے نزہتہ الخواطر میں مشاہیر ہند کے متعلق نہیں پڑھا تھا۔ اس زمانے میں مولانا سلیمان اشرف صاحب کی مجلس میں شریک ہوا۔ اس مجلس میں مفتی یوسف صاحب کا ذکر آیا۔ (یہ مفتی صاحب مولانا عبدالحی صاحب کے داماد تھے) اس تذکرے میں مجھ سے نہ رہا گیا اور میں بول اٹھا کہ مفتی صاحب مولانا عبدالحی صاحب کے داماد تھے تو مولانا سلیمان اشرف صاحب نے فوراً کہا: "مولوی صاحب چپ رہو! اس وقت میری بہت سبکی ہوئی۔ لیکن اس سے عبرت حاصل کیجیے۔ کیوں کہ ہوسکتا ہے اس تذکرے میں مفتی یوسف صاحب سے اور کوئی مراد ہوں۔ یہاں یہ مجھے کہ اگر آپ کے سامنے مولانا سلیمان صاحب کا تذکرہ ہو تو کون مراد ہوگا؟ کئی سلیمان ہیں، جو علم وفضل کے میدان میں شناوری حاصل کر چکے ہیں۔ اسی طرح قاضی مبارک کا تذکرہ ہوا اور کسی کو نہ معلوم ہو کہ قاضی مبارک تین ہیں۔ اب وہ اس محفل میں بول اٹھتے تو کتنی سبکی ہوگی اور شرم وندامت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

میں نے علماء کی چند ہی ایسی مجالس دیکھی ہیں، جہاں خالص علمی گفتگو ہوتی تھی۔ شروع سے آخر تک تذکرہ ہوتا تو علم ہی کا ہوتا تھا۔ مولانا سید سلیمان ندوی کی مجلس، شاہ حلیم عطا صاحب کی مجلس اور علامہ اقبال کی مجلسیں۔ اگر چہ علامہ اقبال کی مجلس میں صرف دو مرتبہ شریک ہونے کا اتفاق ہوا۔ مجھے بہت خوشی ہوگی ایسے اہل کمال یہاں آئیں، جو اپنے جگر کو آپ کے سامنے نکال کر رکھ دیں۔ علم کا نچوڑ پیش کر دیں، لیکن اس کے بعد بھی اگر آپ میں کوئی تغیر نہ ہو اور آپ کی زندگی میں کوئی انقلاب نہ آئے تو یہ بہت بڑی بدنصیبی اور بدنامی کی بات ہے۔ اگر یہاں تاریخ اور اسلام کے ماہرین کو بلایا جائے تو میرا خیال یہ ہے کہ علوم جدیدہ کے ماہرین کو بھی دعوت دی جائے، جو فزکس، طبیعات اور فلکیات وغیرہ پر آپ کے سامنے تقریر کریں۔ اسی طرح ادبی ذوق کی نشوونما کے لیے ادیبوں اور شاعروں کو بھی دعوت دی جائے۔

یہ زمانہ اختصاص کا ہے۔ آپ کو تمام ایسی معلومات ہونی چاہیں کہ آپ یونیورسٹی کے طلباء کو کیا، اگر وہاں کے پروفیسروں کے سامنے بیٹھیں تو بے تکلفی سے گفتگو کر سکیں۔ ان کے پاس بیٹھنے میں اجنبیت یا ہچکچاہٹ محسوس نہ کریں۔ الاصلاح بھی اسی لیے ہے کہ آپ کے اندر ذوق علم پیدا ہو۔ اس اصلاح کے

فائدے کا بڑے بڑے لوگوں نے اقرار کیا کہ اس نے ہم کو سب کچھ دیا۔ مولانا عمران خان صاحب، رئیس احمد جعفری صاحب۔۔ سب نے اس کے احسان کا تذکرہ کیا ہے۔ کتابوں کے مطالعے کے لیے انتخاب بھی بہت بڑی چیز ہے۔

ہر چند ہو مشاہدہ حق کی گفتگو
بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

دینی ذوق بھی اسی طرح بنتا ہے کہ آپ اہل اللہ کے پاس بیٹھیں۔ ہر چیز کا ایک ذوق ہوتا ہے، جو صرف اہل ذوق سے پیدا ہوتا ہے۔ ذوق ہر چیز کا بڑی مشکل سے پیدا ہوتا ہے۔ آج حیات انسانی کا ذوق مفقود ہے۔ صاف ستھری پاکیزہ زندگی گزارنے کا ذوق بھی مفقود ہے۔ امریکا و یورپ اپنی عروج وترقی کی منزلوں کے باوجود انسانی زندگی کا ذوق پیدا نہیں کر سکے۔ آج بھی وہاں مشینوں کی کثرت کے باوجود انسان کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ اس کو مرکزی اہمیت حاصل ہے۔ خوب یاد رکھیے کہ یہاں جو آپ کے اساتذہ ہیں، انہیں سے آپ کا کام چلے گا۔ انہیں ٹمٹماتے چراغوں سے آپ کا چراغ زندگی روشن ہوگا۔ انہیں سے آپ اپنے دل کا چراغ منور کریں گے۔ آپ یہ چاہیں کہ کسی اور طریقے سے یا دوسرے چراغوں سے اپنی زندگی اور دل کے چراغ روشن کرلیں تو یہ ناممکن ہے۔

اعتماد، اعتقاد اور اتحاد:

خوب سمجھ لیجیے کہ ان ہی اساتذہ کی محفلوں میں شرکت کر کے آپ صحیح ذوق وشوق پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ آپ اعتماد اور ایک حد تک اعتقاد اور اتحاد کے ساتھ بیٹھیں۔ یاد رکھیے کہ مخلص وغیر مخلص اچھے اور برے، بلکہ انسان اور غیر انسان کا فرق سمجھنے کے لیے کہیں بھی اصول وضوابط منضبط نہیں ہوتے، بلکہ یہ بات صرف ذوق ہی سے معلوم ہوتی ہے۔ آج تمام مدارس میں ایک خلا ہے۔ وہ یہ کہ اساتذہ اور طلباء میں ربط نہیں ہے، بلکہ ان کے درمیان ایک خلیج حائل ہے۔ وہ صرف درس کے اساتذہ اور درس کے طلباء ہو کر رہ گئے ہیں۔ اس خلا کو پُر کر دینے اور اس خلیج کو پاٹنے کی ضرورت ہے۔ اسی میں مدارس کی کامیابی وترقی مضمر ہے۔ (پاجا سراغ زندگی)

❊❊❊

اکابر علماء دیوبند کا تقویٰ

انتخاب: حافظ فہد اعوان
جامعہ دار التقویٰ لاہور

ہمارے اکابر اور سلف صالحین باوجود صاحب ثروت کے صرف اللہ کی محبت کے حصول کی خاطر اور آخرت میں جواب دہی کے احساس کی وجہ سے دنیا طلبی سے دور تھے، اور زاہدانہ زندگی گزارنے کو ترجیح دیا کرتے تھے، ذیل میں چند واقعات ہدیہ قارئین ہیں:

حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کا زہد وقناعت:

شیخ الاسلام حضرت مدنی یہ تحریر فرماتے ہیں کہ: ”میں نے حضرت حاجی صاحب سے خود سنا کہ حضرت حاجی صاحب کو ایک ہفتے تک زمزم کے پانی سے گزارا کرنا پڑا، اسی اثناء میں ایک مخلص دوست سے جو کہ بہت زیادہ اخلاص کا مدعی تھا، چند پیسے قرض مانگے تو اس نے ناداری کا بہانہ کر کے انکار کر دیا، حالانکہ واقع میں نادار نہ تھا، حضرت نے فرمایا کہ میں اس انکار سے یہ سمجھا کہ منشاء الوہیت یہی ہے، اس لیے میں صبر کر کے چپ ہو گیا۔ (اکابر علماء دیوبند اتباع شریعت کی روشنی میں، ص: ٦٠)

مولانا قاسم نانوتویؒ کا زہد:

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کو ایک مرتبہ کسی دنیا دار نے آپ کے شدید اعراض وانکار پر بھی روپوں سے بھری تھیلی آپ کی جوتیوں میں انڈیل دی، تو شاگرد سے فرمایا: عزیز! جوتے جھاڑو، دیکھو! دنیا دار بھی دنیا

کماتے ہیں اور ہم بھی دنیا کماتے ہیں، مگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ دنیا دار دنیا کے پاؤں پڑتا ہے، مگر دنیا اسے ٹھوکریں مار مار کر ذلیل کرتی ہے، تب کچھ حصہ دے دیتی ہے، مگر ادھر یہ حال ہے کہ دنیا پاؤں پڑ رہی ہے اور ہم اسے ٹھوکریں مار مار کر ٹھکرا رہے ہیں۔(ارباب علم وکمال، ص:۹۸)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا زہد وقناعت:

ایام طالب علمی میں آپ نے اپنی خورد ونوش کا دہلی میں کسی پر بار نہ ڈالا، تین روپے ماہوار آپ کے ماموں بھیجا کرتے تھے، اس میں روکھی سوکھی روٹی اور دال ترکاری وقت پر جو کچھ آسانی سے مل گیا، آپ نے کھائی، اور اسی تین روپے میں کپڑے دھلائی، اصلاح خط یا جو کچھ بھی ضرورت پیش آئی رفع کی، دہلی میں آپ کو کیمیا گر اور مہندس بھی ملے، اور انہوں نے آپ کی روش اور انداز کو دیکھ کر بہ نیت محبت کیمیا کا بنانا سکھانا چاہا، مگر آپ کی زاہدانہ اور قناعت پسندانہ طبیعت نے خوف طمع یا حرص کرنی تو درکنار، اس سے سیکھنا بھی گوارا نہ فرمایا۔ (تذکرۃ الرشید، ج:۱ص:۳٦)

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ زہد وقناعت:

حضرت حکیم الامت یہ فرماتے ہیں کہ ایک رئیس نے میرے پاس ۲۰۰ روپے مدرسہ کے لیے بھیجے، اور لکھا کہ میرا ارادہ ہے، آپ کو یہاں بلانے کی تحریک کروں، اگر یہ جملہ نہ ہوتا تو میں لے لیتا، میں نے لکھ دیا کہ روپوں کے ساتھ بلانے کی درخواست کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ روپے بھیجنے سے آپ کا مقصود یہ ہے کہ میں ان سے متاثر ہو کر آپ کی درخواست کو منظور کرلوں، اس لیے میں نے وہ روپے نہیں لیے، ڈاکخانہ میں جمع کر دیے ہیں، اگر آپ کے جواب سے یہ شبہ رفع ہو گیا تو لے لوں گا، ورنہ واپس کر دوں گا، آخری دن ان کا خط آیا کہ مجھ سے بدتمیزی ہوئی، آپ سے یہ درخواست نہیں کرتا۔ میرا یوں جی چاہتا ہے کہ کسی کا احسان نہ لیا جائے۔(تحفۃ العلماء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کی زاہدانہ زندگی:

حضرت شیخ الاسلام مہینے کے آخر میں مقروض رہتے تھے، ایک واقعہ حضرت مولانا ارشد مدنی مدظلہم نے سنایا کہ: "مہینے کے آخر میں حضرت مقروض ہو جاتے تھے اور قرضہ لینے کی نوبت آتی تھی، اور قرض صرف دو آدمیوں سے لیتے تھے: ایک حضرت مولانا اعزاز علیؒ شیخ الادب سے، دوسرے کتب خانہ اعزازیہ

کے مالک مولانا سید احمد صاحب تھے، میری والدہ مہینے کے آخر میں حضرت سے کہتی تھی کہ پیسے نہیں ہیں، پیسے چاہیے، تو حضرت قرض لینے کا اہتمام کرتے تھے۔

(اکابر کی زاہدانہ زندگی، ص: ۳۸)

محدث العصر حضرت علامہ سید یوسف بنوریؒ یہ فرماتے تھے:

ہمیں دو باتوں پر کامل یقین ہے اور اسی پر ہمارا ایمان ہے: ایک تو یہ کہ مال و دولت کے تمام خزانے اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں اور دوسرا یہ کہ اولاد آدم کے قلوب بھی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ اگر ہم اخلاص کے ساتھ صحیح کام کریں گے تو اللہ تعالیٰ بندوں کے قلوب خود بخود ہماری طرف متوجہ کر کے اپنے خزانوں سے ہماری مدد کرے گا۔ ہمیں کسی انسان کی خوشامد کی ضرورت نہیں ہے، لہذا جو ضرورت ہمیں پیش آتی ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے کہتے اور مانگتے ہیں، وہ ایسی جگہ سے ہماری ضرورت کو پورا کرتا ہے جہاں ہمارا گمان بھی نہیں ہوتا، پھر ہم کیوں کسی کے انسان سامنے ہاتھ پھیلائیں؟۔ (ملفوظات حضرت بنوری پید، جمع و ترتیب: مولانا نور الرحمن مدظلہ)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اکابر کا طرز زندگی اپنانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

***

مشروب محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشروبات میں شہد کو شمار کیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالص شہد بھی نوش فرمایا ہے۔ کبھی شہد کو پانی میں ملا کر شربت بنایا جاتا تھا۔ کبھی شہد کو دودھ میں ملا کر شربت بنایا جاتا تھا۔

دعوتی خطوط کے جوابات

مولانا سعید احمد خان مہاجر مدنی رحمۃ اللہ

العلم والذكر غذاءان للروح

الأخ المحترم والمكرم مولانا محمد موسى زيد مجدكم

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

تلقيت رسالتكم، وكذا ورق الشاي، لقد امتلأ قلبي سروراً بما ذكرتم من أحوال الدعوة، فجزاك الله خيراً، وأحبّ أن تبعث إلي بأحوال ولدك (مولوي إلياس) بين كل آونة وآونة، فإني أهتم به كثيرا من ناحية سيرته الدعوته، فاحرض علي أن يصير مزاجه دعوياً، كي يجعل أهله وعياله دعاة إلى الله؛ صلاح شعبة العلم أيضاً في الدعوة إلى الله، وإنما ينتشر العلم في الدنيا بالدعوة، وإن العلم اليوم لا يجد طريقه إلى العامة فلا يصل إلى التجار، ولا إلى الحراث، ولا إلى أي طبقة أخرى؛ وظل في تَقَلّص إلى أن أطبق على نفسه الأبواب بين جدران المدارس فيما هي عليه من الانتشار والاختلاف، وهو في تحول مستمر من الروحانية إلى المادية يوماً فيوماً. وإني لمَغْتَم بذلك كثيراً.

ليس مقصد وجود القرآن الكريم وعلم الحديث النبوي سوى توحيد الأمة وتأليفها، والعلم والذكر أيضاً لإقامة نظام الإسلام بأكمله، ولكي يترقى

بهما الإسلام، وهما غذاء الروح، فكما أن غير الإنسان لا يستطيع العيش بدون الهواء والماء كذا الروح لا تعيش من غير العلم والذكر، ولقد يسر الله الهواء والماء لجميع الناس، فقيرهم وغنيهم فكذا ينبغي أن يكون العلم والذكر ميسرين للجميع، وأن لا يكون في القلوب مكان إلا لليقين على الجنة، والتوكل على الله فقط. كما كانت قلوب الأمة في أعصر المحدثين والفقهاء والصحابة الكرام رضوان الله تعالى عليهم أجمعين.

والسلام

سعيد احمد خان (رحمه الله رحمة واسعة)

ترجمہ:

محترم ومکرم بھائی مولانا محمد موسیٰ زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا عنایت نامہ۔۔اور چائے کی پتی موصول ہوئی۔" آپ نے اپنے گرامی نامہ میں دعوت کے حالات ارشاد فرمائے، انہیں پڑھ کر دل سے خوشی ہوئی۔" اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

میری خواہش ہے کہ آپ اپنے صاحبزادے مولوی الیاس کے حالات بھی وقتاً فوقتاً ارسال کرتے رہیں۔ میں ان کی دینی اور دعوتی زندگی کے بارے میں خاص دلچسپی رکھتا ہوں۔ آپ کی کوشش ہونی چاہیے کہ ان کا مزاج خالصتاً دعوتی ہو، تاکہ وہ اپنے اہل وعیال کو بھی دین کی طرف بلانے والے بن سکیں۔ دراصل علم کا حقیقی کمال بھی دعوت ہی میں ہے۔ علم اسی وقت پھیلتا ہے جب وہ دعوت کے ساتھ جُڑ جائے۔

افسوس ہے کہ آج علم کی رسائی عوام تک نہیں رہی۔ نہ وہ تاجروں تک پہنچتا ہے، نہ کسانوں تک اور نہ ہی کسی اور طبقے تک۔ وہ صرف مدارس کی چار دیواری کے اندر سمٹ کر رہ گیا ہے اور دن بدن اپنی روحانیت کھوتا جا رہا ہے اور مادیت کی طرف جھکتا چلا جا رہا ہے۔ یہ صورتِ حال میرے لیے نہایت تشویش اور غم کا باعث ہے۔

قرآنِ کریم اور حدیثِ نبوی کا اصل مقصد امت کو جوڑنا اور ایک بنانا ہے۔ علم اور ذکر کا حقیقی مقصد بھی

اسلام کے پورے نظام کو قائم کرنا اور دین کو ترقی دینا ہے۔ یہی روح کی غذا ہیں۔ جس طرح انسان ہوا اور پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، ویسے ہی روح کے لیے علم اور ذکر کے بغیر زندگی ممکن نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہوا اور پانی کو سب انسانوں کے لیے عام کر دیا ہے، غریب کے لیے بھی اور امیر کے لیے بھی۔ اسی طرح علم اور ذکر کو بھی سب کے لیے آسان اور عام ہونا چاہیے۔ دلوں میں صرف جنت پر یقین اور اللہ پر توکل کے سوا کوئی جذبہ نہ رہے۔ یہی کیفیت صحابہ کرامؓ، محدثین اور فقہاء کے زمانے میں تھی۔

والسلام

سعید احمد خان (رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ)

❊❊❊

گلدستہ ارشادات ومکتوبات مولانا الیاس صاحبؒ

جمع وترتیب: مولانا ذوالکفل صاحب

الحمدللہ جامعہ دارالتقوی کی طرف سے کچھ عرصہ پہلے دعوت وتبلیغ کی مبارک محنت کے مقاصد، اصول وآداب اور صحیح نہج کو سمجھنے کیلئے بانی تبلیغ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کی زبان سے نکلے ہوئے ملفوظات کا ایک حسین گلدستہ شائع کیا تھا یہ مجموعہ ایمانیات، عبادات، معاشرت اور اخلاق کی تعلیمات کا ایسا جامع نمونہ ہے جو ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے مسلمان کیلئے مشعل راہ ہے۔ اسی افادیت کے پیش نظر اس کتاب کو قسط وار ماہنامہ دارالتقوی میں شائع کیا جارہا ہے۔ امید ہے قارئین کیلئے یہ بے حد مفید ہوگا۔

دین کے کام اس وقت پائیدار اور جاری رہتے ہیں کہ آدمی قیامت کے منظر کو سامنے رکھے اور قیامت میں کام دینے والے کارناموں کو جو آدمی نے یہاں کیے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بڑائی کو ذہن نشین کرتے ہوئے اور ان کارناموں کے اس معاوضے کو جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتلایا ہے، (بشرطیکہ اللہ کے یہاں قبول ہو گئے ہوں) اپنے لئے ذخیرہ تصور کرے۔

جوں جوں یہ جمے گا حق تعالیٰ شانہٗ تصدیقی ایمان کی حلاوت نصیب کرے گا۔ اور جوں جوں حلاوت نصیب ہوگی، شوق بڑھے گا اور شوق میں برکت ہوگی۔ مثلاً تمہاری وجہ سے جتنے بے نمازی، نمازی ہو گئے، تلاش کرو کہ شریعت میں اس کا کتنا ثواب ہے، فی نماز جتنا ثواب شریعت نے بتلایا ہے خوب دھیان جماؤ کہ وہ سب ذخیرہ مجھے ملے گا۔ حق سمجھتے ہوئے اور اپنے اوپر ایک آنے والا دن یقین کرتے ہوئے قیامت کا دھیان کیا کرو، پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دل سے تصدیق کیا کرو جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتلا گئے ہیں وہی آخرت میں کام آنے والا ہے۔ (مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت از مولانا علی میاں صاحبؒ ص: 156)

٭٭٭

نکلتے سورج کا ملک جزائر فیجی کا ایک سفر
(جنوری 2005ء/ ذوالحجہ ۱۴۲۵ھ)

سفرنامہ: شیخ الاسلام حضرت مفتی تقی عثمانی مدظلہ

تیسری قسط

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ نے امت مسلمہ کی رہنمائی کے لیے دنیا بھر کا سفر کیا ہے۔ ان سفروں کے دوران پیش آنے والے واقعات، مختلف علاقوں کی ثقافت، وہاں کے معاشرتی و دینی حالات کو حضرت نے نہایت حسین انداز میں قلم بند فرمایا ہے۔ ان تجربات و مشاہدات کو ''جہان دیدہ''، ''دنیا مرے آگے'' اور ''سفر در سفر'' جیسی قیمتی کتب کی شکل میں مرتب کیا گیا ہے۔ زیرِ نظر شمارے سے حضرت کی کتاب سفر در سفر کا قسط وار سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے۔ ان شاء اللہ العزیز، یہ سفرنامہ قارئین کے لیے علم، بصیرت اور فہمِ دین کے کئی در وا کرے گا۔

اسی روز 11 بجے خواتین کے ایک اجتماع سے خطاب کا پروگرام تھا اس اجتماع میں بھی خواتین کی شرکت غیر معمولی تھی 10 بجے سے اجتماع گاہ میں خواتین کی آمد شروع ہوئی تھی اور منتظمین نے ان کے لیے جس جگہ کا انتظام کیا تھا وہ تنگ پڑ گئی منتظمین کا اندازہ تھا کہ 800 سے ایک ہزار تک خواتین اس اجتماع میں شریک ہوئیں جو اس ملک کے لحاظ سے غیر متوقع تھی جس مسجد کے ملحقہ ہال میں یہ اجتماع تھا وہاں پاکستان

کے مدارس کے پڑھے ہوئے ایک مقامی عالم نے جن کی اہلیہ ایک پاکستانی عالمہ ہیں پہلی بار طالبات کی دینی تعلیم کے لیے ایک مدرسہ شروع کیا ہے جو ماشاءاللہ تیز رفتاری سے ترقی کر رہا ہے اجتماع میں جو خواتین حاضر ہوئیں ان میں سے بہت سی خواتین نے مدرسے کی کارگزاری دیکھ کر اپنی بچیوں کو یہاں تعلیم دلانے کا شوق ظاہر کیا۔

نادی میں

ظہر کے بعد ہمیں یہاں سے سڑک کے راستے نادی جانا تھا نادی میں ہمارے میزبان جناب آصف صاحب تھے جن کا ذکر خیر ابتدا میں آ چکا ہے وہ ہمیں لے جانے کے لیے ایک دن پہلے ہی سووا پہنچ چکے تھے ان کی آرام دہ کار میں ہم سووا سے روانہ ہوئے نادی تک کا سفر تقریبا تین گھنٹے کا ہے اور یہ پورا راستہ حسین مناظر قدرت سے مالا مال ہے جن میں سرسبز میدان گھنے جنگلات سبز پوش پہاڑ اور پانی کے چشمے نگاہوں کو سرور بخشتے ہیں مغرب سے تقریبا ایک گھنٹہ پہلے ہم آصف صاحب کے مکان پر پہنچ گئے لیکن مغرب کی نماز ہمیں ایک اور شہر لوٹوکا میں پڑھنی تھی جو جزیرہ ویتی کا تیسرا بڑا شہر ہے اور نادی سے تقریبا 50 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے اسی شہر کے مضافات میں جامعہ فاروقیہ کراچی کے بعض فارغ التحصیل علماء نے ایک دینی مدرسہ قائم کیا ہوا ہے مغرب کی نماز ہم نے اسی مدرسہ کی مسجد میں ادا کی اور مغرب کے بعد وہاں عشاء تک میری تقریر ہوئی جس میں لوٹوکا کے مسلمان باشندے خاصی تعداد میں شریک ہوئے یہاں سے رات گئے نادی واپسی ہوئی۔

پچھلے تین روز بڑے مصروف گزرے تھے اگلا دن جمعرات تھا اور فجی کے قیام میں میرا آخری دن اس کے بعد واپسی کا طویل سفر سامنے تھا اس لیے اس روز عصر تک کوئی متعین پروگرام نہیں رکھا گیا تھا چنانچہ اس میں قدرے آرام مل گیا البتہ عصر کے بعد نادی کے مسلم سکول میں حاضری ہوئی جونسوری کے مسلم سکول کے طرز پر فجی مسلم لیگ نے قائم کیا ہے اگرچہ یہ مسلم سکول ہے لیکن اس کے پرنسپل صاحب نے بتایا کہ حکومتی قواعد کے تحت ہم غیر مسلم بچوں کو داخلہ دینے سے منع نہیں کر سکتے چنانچہ کل 1700 طلباء میں تقریبا ڈھائی سو غیر مسلم بچے بھی یہاں زیر تعلیم ہیں اگرچہ غیر مسلم بچوں کے لیے اسلامیات کی تعلیم لازمی نہیں ہے لیکن لطف کی بات یہ ہے کہ غیر مسلم بچے خود اپنے شوق اور اختیار سے اسلامیات پڑھنا چاہتے ہیں بلکہ جب بعض بچوں کو یہ کہا گیا کہ آپ کے ذمہ اسلامیات کی تعلیم لازمی نہیں ہے تو انہوں نے اپنے والدین سے شکایت کی اور

والدین نے خود آ کر سکول کے منتظمین سے درخواست کی کہ انہیں اسلامیات کے درس سے محروم نہ کیا جائے۔

مغرب کے بعد نادی کی مرکزی جامعہ مسجد میں جو تبلیغی مرکز بھی ہے شب جمعہ کا اجتماع تھا اور اس میں میرے بیان کا اعلان ہو چکا تھا چنانچہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے مجھے اس اجتماع سے بھی خطاب کا موقع ملا جو فجی میں اس سفر کے دوران میرا آخری خطاب تھا جس کے بعد اگلے دن میں نادی سے واپس پاکستان کے لیے روانہ ہو گیا اور 32 گھنٹے کے طویل سفر کے بعد ہفتہ 15 جنوری کو بفضلہٖ تعالی واپس کراچی پہنچا۔۔۔

مجموعی تاثرات

فجی میں میرا قیام ایک ہفتہ رہا، اور اس دوران ملک کے بڑے بڑے شہروں میں حاضری، ملاقاتوں اور تقریروں کا موقع ملا۔ میں نے اس ملک کے مسلمانوں کو نہایت سادہ، مرنجان و مرنج اور مسکین طبع پایا۔ ان پر ایک زمانہ ایسا گذرا ہے جس میں یہ دینی رہنمائی نہ ملنے کی بناء پر عملی زندگی میں دین سے دور ہو گئے تھے اس کا سنگین ترین مظہر یہ ہے کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان شادیاں ہو گئیں، مسلمان لڑکیوں نے عیسائیوں سے شادی رچالی، اس بدترین صورتحال کے آثار ابھی تک باقی ہیں، جو اس ملک کے مسلمانوں کا انتہائی تشویشناک مسئلہ ہے، جس کے حل کیلئے میں نے بااثر مسلمانوں کو متعدد اقدامات کا مشورہ دیا ہے، خدا کرے کہ وہ ان پر عمل کر کے اس سنگین صورتحال کا سدباب کر سکیں۔ آمین

تاہم جب سے ملک میں تبلیغی جماعت کا کام شروع ہوا ہے ماشاءاللہ صورتحال میں نمایاں تبدیلی آئی ہے، مسلمانوں کے دینی شعور میں اضافہ ہوا ہے، تبلیغی مراکز ہر جگہ قائم ہوئے ہیں، میرے قیامِ فجی کے دوران بھی پاکستان سے تین جماعتیں کئی کئی ماہ کیلئے ملک میں آئی ہوئی تھیں، اور مختلف علاقوں میں اپنا فیض پھیلا رہی تھیں۔

اسی کے ساتھ پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش سے متعدد علماء فارغ التحصیل ہو کر یہاں پہنچے ہیں اور انہوں نے مسلمانوں کی دینی تعلیم و تربیت اور ذہن سازی کا قابلِ تعریف کام کیا ہے جس کے اثرات مشاہدہ میں آتے ہیں۔

(جاری ہے)

***

سوانح: داعی الی اللہ حضرت مولانا سعید احمد خاں مہاجر مدنیؒ

تیسری قسط

انتخاب مولوی فہد اعوان
جامعہ دار التقویٰ لاہور

حضرت مولانا سعید خان صاحبؒ نے دنیا بھر میں تبلیغی اسفار کئے اور اس دوران وعظ و نصیحت کا سلسہ جاری رہا جو دعوت و تبلیغ کا کام کرنے والوں کے لیے نایاب تحفہ ہے، حضرت کے خطابات کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں۔ ادارہ قسط وار حضرت کی کتاب کا سلسلہ شروع کر رہا ہے۔ یہ سلسلہ ان شاء اللہ العزیز یہ قارئین کے لیے علم، بصیرت اور فہمِ دین کے کئی پہلو پر رہنمائی کرے گا۔

سخاوت و مہمان نوازی:

مولانا کا دستر خوان ہر شخص کیلئے عام تھا، جو شخص ملاقات کیلئے حاضر ہوتا اگر کھانے کا وقت ہوتا تو کھائے بغیر نا جانے دیتے اور اگر کھانے کا وقت نہ ہوتا تو مولانا اسے دوسرے کسی وقت کی دعوت دیتے، دنیا کے مختلف ملکوں کے لوگ مولانا کے دستر خوان پر موجود ہوتے۔ رمضان المبارک اور حج کے موسم میں روزانہ سینکڑوں مہمان ہوتے، خاص طور پر 1399ھ تک جب حرمین میں دعوت و تبلیغ کا کام اعلانیہ طور پر جاری تھا، روزانہ کسی نہ کسی ملک کے لوگوں کا اجتماع کیا جاتا، انہیں دین کی دعوت پہنچانے کے ساتھ کھانا بھی کھلایا جاتا حتیٰ کہ جب مولانا رائیونڈ یا نظام الدین کے مراکز میں ہوتے وہاں بھی مجھ جیسے بیسیوں افراد مولانا کے ذاتی مہمان ہوتے۔ ایک بار بندہ 1988ء میں رمضان المبارک میں مدینہ پہنچا، جب اعلانیہ تبلیغی جماعت پر پابندی تھی۔ اس وقت بھی حضرت مولانا کے دستر خوان پر سو سے زائد افراد تھے اور عید الفطر کے قریب مہمانوں کا مجمع چھ سات سے تجاوز کر گیا، ان ہی دنوں انگلینڈ کی ایک سال کی جماعت جو اپنا وقت پورا کر

کے مدینہ منورہ پہنچی تھی، ان حضرات نے مسجد نبوی ﷺ میں نماز اور عبادت کی سہولت کے خیال سے قریب ہی ایک اچھے سے ہوٹل میں کمرے لے لئے، دوسرے دن حضرت مولانا کی خدمت میں حاضری دی فرمایا: کہاں ٹھہرے ہو؟ عرض کیا رات بہت تاخیر سے پہنچے کی وجہ سے مسجد نبوی ﷺ کے پاس ہی ایک ہوٹل میں ٹھہر گئے، دریافت فرمایا: کتنا کرایہ دیا؟ انہوں نے رقم بتائی جو مجموعی طور پر ڈیڑھ ہزار ریال کے قریب تھی، مولانا نے اسی وقت اتنی رقم ان کے امیر کو دے دی اور فرمایا وہاں بھی آپ لوگ ہمارے ہمارے ہی مہمان ہیں، پھر فرمایا دونوں وقت کھانے کیلئے یہاں آجایا کرو، انہیں دنوں ساؤتھ افریقہ کے کچھ لوگ ملنے کیلئے حاضر ہوئے، فرمایا کہ ساؤتھ کے کتنے لوگ آئے ہوئے ہیں، عرض کیا تقریباً ڈھائی سو افراد، فرمایا: کل تم سب کھانے کے لئے یہاں آجانا اور اپنی خواتین کے لئے کھانا یہاں سے لے جانا۔ مولانا کی مہمان نوازی اور سخاوت کے اس قسم کے واقعات سینکڑوں نہیں ہزاروں ہیں، جن پر پوری کتاب لکھی جاسکتی ہے۔

سادگی اور جفاکشی:

حضرت مولانا سعید احمد صاحبؒ کو عیش و آسائش سے وحشت اور فکر و زہد سے رغبت تھی، سادگی اور زہد مولانا کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی۔ شروع میں اپنے گاؤں میں جو لباس، کھانا اور معاشرت تھی وہی آخری وقت تک برقرار رہی۔ مدینہ منورہ میں چند سال پہلے تک مولانا کی رہائش کچی مٹی کی بنی دیواروں کے سادہ سے مکان میں تھی، فرمایا کرتے تھے آج کی بہت ساری بیماریاں جدید فیشن کی پختہ عمارتوں میں رہنے کی وجہ سے ہیں، مدینہ منورہ میں ہمارے گھر کی دیواریں مٹی کی ہیں اور تین چار فٹ چوڑی ہیں، جو خود بخود سردیوں میں گرم اور گرمیوں میں سرد رہتی ہیں۔ کھانا انتہائی سادہ تناول فرماتے، بندہ نے یہاں (انگلینڈ) کے بعض اسفار میں دیکھا کہ حضرت جی کے قافلے کے ساتھ انگلینڈ کے شہروں کا ڈیڑھ ہفتے کا دورہ ہو رہا ہے، ہر وقت دسترخوان پر قسم قسم کی نعمتیں چنی ہوتی ہیں مگر مولانا کی غذا صبح، دوپہر، شام دودھ میں وٹالیکس (دلیہ) ہے، پورے سفر میں کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا، چائے کو پسند نہیں فرماتے تھے، اس کے بجائے لسی شوق سے پیتے تھے، ایک بار بیلجیم میں اجتماع تھا، مولانا نے بیان میں فرمایا کہ کھانے میں روٹی فرض، سالن واجب، باقی چیزیں مباح اور مشروبات (کوکا کولا، پیپسی) مکروہ ہیں، بس پھر کیا تھا عربوں نے ساری مشروبات غائب کر دیں۔ (جاری ہے)

＊＊＊

آپ کے مسائل اور ان کا حل

دارالافتاء والتحقیق جامعہ دارالتقویٰ

عورتوں کا ڈرائیونگ کرنے کا حکم

سوال: ہمارا تعلق ایک متوسط کاروباری گھرانے سے ہے اور گھروں میں عام طور سے ڈرائیور کی ضرورت ہوتی ہے اور ڈرائیور تقریباً بیس ہزار روپے ماہانہ پڑتا ہے جو کہ مشکل ہوتا ہے۔ ہمارے خاندان میں مستورات گاڑی چلانا سیکھ رہی ہیں اور ان کا کہنا یہ ہے کہ ہم خود ہی گاڑی چلالیا کریں گی اور ان کے کہنے کے مطابق خود گاڑی چلانے میں مردوں سے واسطہ نہیں پڑتا۔ اس مسئلہ میں برائے مہربانی رہنمائی فرما دیجئے۔

جواب: عورتیں اگر شرعی پردے کا لحاظ کرتے ہوئے ڈرائیونگ کریں تو بوقت مجبوری اس کی گنجائش ہے۔ تاہم مسلمانوں کے معاشرے میں عورتوں کی ڈرائیونگ کو معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اور جس چیز کو مسلمانوں کا معاشرہ معیوب سمجھے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی معیوب ہوتی ہے۔ نیز بعض اوقات عورتوں کی ڈرائیونگ کی صورت میں ناخوشگوار واقعات بھی پیش آجاتے ہیں۔ اس لیے عورتوں کی ڈرائیونگ کو مجبوری کے حالات تک ہی محدود رکھنا چاہیے بالخصوص وہ حضرات جو دینی حوالے سے ایک خاص شناخت رکھتے ہیں۔ فتویٰ نمبر: 15 / 251

اسلام میں سوگ اور برسی کا حکم

سوال: شریعت میں مرنے والے کا سوگ منانے کا کیا حکم ہے؟ اور آئندہ سال میں اس کی وفات کے

دن کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟اس کے تذکرے کرنے اوراس کے دن کو یاد کرنے کے بارے میں شریعت کاحکم ہے؟

جواب: شریعت میں مرنے والے کا سوگ تین دن سے زائدنہیں البتہ بیوی اگر حاملہ ہےتو بچہ پیدا ہونے تک ورنہ چار مہینے دس دن تک اپنے خاوند کا سوگ کرے گی۔اسی طرح برسی کی شرع میں کوئی اصل نہیں۔میت کا تذکرہ کرنے یااسے یادکرنے میں کچھ حرج نہیں،تاہم نہ تو اس کے لیے دن مقرر ہواور نہ اس کے لیےلوگوں کوجمع کیا جائے۔فتوی نمبر:20/205

گیارھویں کا کھانا

سوال: گیارھویں کا کھانا کیسا ہے؟

جواب: گیارھویں کے موقع پر جو کچھ تقسیم کیا جاتا ہےاگر وہ غیراللہ کے لیے نامزد ہواوراس کے نام کی نذر ہوتو حرام ہےاور اگراللہ کے نام پر صدقہ ہوجس کا ثواب بزرگ کو پہنچایا گیاہوتو وہ حرام نہیں مباح ہےلیکن چونکہ دن کی تخصیص کی وجہ سے بدعت ہے اور بہت سےلوگ عقائد میں پختہ نہیں اس لئے ایسی چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔(مسائل بہشتی زیور2/443)فتوی نمبر:19/396

مکان کی برکت کیلئے صدقے کے جانور کا خون بنیادوں میں ڈالنا

سوال: جب گھر کی تعمیر شروع کی جاتی ہےتو اس گھر کی برکت کے لئے اگرصدقہ کا جانور وہیں ذبح کرکے اس کا خون اس کی بنیادوں میں ڈال دیا جائےتو کیا ایسا کرنا درست ہے؟براہ مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں.

جواب: مذکورہ عمل ناجائز ہے۔احسن الفتاویٰ (8/162) میں ہے:

سوال: آج کل جب کوئی شخص مکان تعمیر کرتا ہےتو اس کی بنیادوں میں بکرا ذبح کرکے اس کا خون ڈالتا ہےاور گوشت احباب وفقراء میں تقسیم کرتا ہےشریعت میں اس کا کوئی ثبوت ہے یانہیں؟اگرنہیں تو اس میں کوئی حرج ہے یانہیں؟

جواب: یہ عمل ناجائز ہے یہ ہندوؤں اور بت پرستوں کا عقیدہ اورشعار ہے۔

***

تبصرہ کتب

تبصرہ نگار: مولانا میر حمزہ

کتاب کا نام: الخطاب الفصیح للنبي المليح ﷺ

مؤلفہ: علامہ شیخ یوسف بن سلیمان مطارۃؒ

ناشر: زمزم پبلشرز،

پتہ: دوکان نمبر 2 زید مقدس مسجد، اردو بازار کراچی

کل صفحات: 104، کتابت اور طباعت نہایت اعلی معیار کی، کارڈ پیپر

قیمت: 1650

خطابت، تقریر، وعظ، کوئی قصہ جدید نہیں، بلکہ صدیوں سے جاری ایک روایت کا نام ہے۔ یہ قضیہ صدیوں کی عمر رکھتا ہے۔ اس میدان کی جولانیوں نے نا جانے کتنے دلوں کو مسخر کیا ہے، کتنے قلوب کو زندگی بخشی ہے، خطابت اور جوہر اخلاص کی آمیزش نے نا جانے کتنی مہمات سر کی ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ جو کبھی اپنے اصحاب کے روبرو خطبہ ارشاد فرماتے تو دل نرم ہو جاتے، آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتیں، محبت و شوق الہی اشکوں کی راہ سے تسکین پاتا، عزم وارادہ کی قوت عمل کا پیکر بن کر جاتی، اور اہل فرش کو رشک ال عرش بنا دیتی، اسی طرح حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے خطبات کتب آثار و تاریخ میں آج بھی محفوظ ہیں۔ نیز کون نہیں جانتا کہ خطابت کے جوش نے کبھی آسمان و زمین کی تمام تر سعادتوں کو اپنے دامن میں لے لیا تو کبھی اُولی اور عقبہ کی تمام تر خوش نصیبیوں کو حاصل کر لیا، حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کو ہی دیکھ لیجیے۔ بدر کے دن ان کی تقریر سن کر اور ان کے جذبات کی حدت دیکھ کر رسول ﷺ کا چہرہ انور فرط مسرت سے کھل اٹھا تھا، حافظ ابن حجر ناقل ہیں کہ میزبان رسول ﷺ ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اس

موقعہ پر فرما رہے تھے کہ کاش ہم سب بھی ویسے ہی گفتگو کرتے جیسے مقداد نے کی ہے۔

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کی مجالس میں توبہ کرنے والوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔اور بیس ہزار لوگ آپ کے وعظ کے اثر سے سے مسلمان ہو گئے تھے۔ نیز ہر دور کے سلف صالحین کی خطابی ولولہ انگیزیوں نے بلکہ انقلاب انگیزیوں نے امت کے درد کا درماں کیا ہے۔

زیر تبصرہ کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جو شیخ یوسف بن سلیمان مطارۃؒ کے جمع کردہ خطبات کا مجموعہ ہے۔ خطبات کا عنوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف، شمائل وآداب نیز آپ کی مبارک تعلیمات ہیں۔

24 چوبیس خطبات کے اس مجموعہ سے رسول اللہ ﷺ کے فضائل آپ ﷺ کے کمالات، شمائل و تعلیمات کا اجمالی خاکہ قاری کے سامنے آجاتا ہے۔ ہر خطبہ اپنے عنوان کے مطابق متعدد احادیث، واقعات اور فقہی احکام پر مشتمل ہے، اس کے ساتھ ساتھ اسلوب کی جاذبیت، الفاظ کی جذالت سیاق کی جودت، مترادفات کی کثرت نے خطبات کا حسن دو چند کردیا ہے۔ اور اس سب پر مستزاد کتابت کی خوبصورتی، دیدہ زیب ورق اور طباعت کے اعلیٰ معیار نے اس کتاب کو شاندار بنا دیا ہے۔ یوں یہ مجموعہ طلباء وعلماء نیز عربی خواندہ ہر فرد کے لیے کسی نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں، علوم عربیہ ادبیہ سے وابستہ طلباء کے لیے مفردات، عربی محاورات کا استعمال اور عربی میں فن خطابت سیکھنے کا بہترین موقع فراہم ہو گیا ہے، ہمارے دیار کے خطباء کا عربی خطبہ سے متعلق درپیش مسائل کا ازالہ بھی اسی کتاب نے کردیا ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کتاب کے نفع کو عام وتام فرما کر مؤلف اور ناشرین کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔آمین

***

اخبار الجامعہ

محمد سلیمان

✷ مورخہ 5 اکتوبر بروز اتوار، صبح 9:30 بجے تا دوپہر 2:00 بجے، ادارے کی تمام قدیم فاضلات کا عظیم اجتماع دار القرآن میں منعقد ہوگا۔ اس پر رونق نشست میں طالبات کو اپنی معلمات سے ملاقات اور استفادہ کا سنہری موقع ملے گا۔ نیز اپنی ہم عصر فاضلات سے مفید و پُر اثر ملاقات کے ساتھ ساتھ اصلاحی اور روحانی بیانات کا سلسلہ بھی جاری رہے گا۔

✷ شعبۂ حفظ کی تمام شاخوں میں ششماہی امتحانات یکم اکتوبر تا 3 اکتوبر تک منعقد ہوں گے۔ اسی طرح شعبۂ کتب (بنین و بنات) کے تمام درجات میں ششماہی امتحانات کا آغاز مورخہ 15 اکتوبر سے شروع ہو کر 21 اکتوبر تک جاری رہے گا۔ ادارہ تمام طلبہ و طالبات کے حق میں دعا گو ہے۔

✷ ادارے کی ملک بھر میں قائم شاخوں کے ساتھ، الحمد للہ حالیہ دنوں میں ایک نئی اور جدید شاخ کا آغاز پتوکی میں کیا گیا ہے۔ اس نئی شاخ میں فی الحال ناظرہ و حفظ کی کلاسز شروع ہو چکی ہیں، جبکہ ان شاء اللہ العزیز آئندہ سال سے دیگر شعبہ جات کا بھی باضابطہ آغاز کیا جائے گا۔

✷ جامعہ کے استادِ حدیث اور دار الافتاء کے نائب مفتی، مولانا عبد الرحمن صاحب کی والدہ ماجدہ مورخہ 21 اگست کو وفات پا گئیں۔ إنا لله وإنا إليه راجعون۔ ادارہ مرحومہ کی کامل مغفرت اور لواحقین کے صبرِ جمیل کے لیے دعا گو ہے۔ تمام محبین و متعلقین سے ایصالِ ثواب کی درخواست ہے۔

✷ سیلاب کی تباہ کاریوں میں ادارہ ایک مرتبہ پھر خدمتِ خلق کی درخشاں مثال قائم کرتا نظر آیا۔ ملک کے متعدد متاثرہ اضلاع بونیر، سوات، نارووال، بہاولپور، علی پور، اوچ شریف، جلال پور پیر والا، پیر محل، سیالکوٹ اور کرتار پور میں ادارے کے رضا کاروں نے دن رات جدوجہد کرتے ہوئے متاثرہ خاندانوں تک فوری امداد پہنچائی۔ متاثرین کو نقدی، راشن، خیمہ جات اور دیگر بنیادی ضروریات فراہم کی گئیں، تاکہ ان کے دکھوں کا مداوا ہو سکے۔ ادارہ دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام رضا کاروں اور معاونین کو ان کی شبانہ روز کاوشوں اور بے لوث خدمات پر جزائے خیر عطا فرمائے اور اس عمل کو ان کی نجات کا ذریعہ بنائے۔

سیلاب متاثرین کی
بحالی و تعمیرِ نو پروگرام

یقینِ خدمت ... عزمِ تعمیر

الحمدللہ دار التقویٰ کے زیر انتظام سیلاب متاثرین کی بحالی کا عمل شروع ہوچکا ہے۔ جس کیلئے درج ذیل اشیاء کی اشد ضرورت ہے:

سریہ	سیمنٹ	ٹی آر۔ گارڈر	دیگر تعمیراتی سامان
216,000 روپے فی ٹن	1500 روپے فی بوری	270 روپے فی کلو	

MCB Islamic

Account Title: **DARUL TAQWA TRUST**
Account # **1591001820660001**

آن لائن رقم جمع کروانے کی صورت میں اس نمبر پر سکرین شارٹ لازمی ارسال کریں۔
بصورت دیگر آپ کی بھیجی ہوئی رقم ادارہ کسی بھی دینی اور فلاحی کام میں خرچ کرسکتا ہے۔

0300 1582792

دار التقویٰ لاہور

شرعی مسائل میں رہنمائی کیلئے Mufti Online +92-300-4113082 ifta4u@yahoo.com

/jamidarultaqwa www.darultaqwa.org +92-3-222-333-224

MONTHLY DAR-UL-TAQWA LAHORE CPL NO. 338

مکتبہ قاسمیہ

قرآن، حدیث، فقہ اور دیگر اسلامی موضوعات پر اعلیٰ کتب

پاکستان سمیت دنیا بھر میں ڈیلیوری کی سہولت!

- مناسب قیمت
- مستند اور معیاری کتب
- فوری ترسیل

ابھی آرڈر کیجیے

0321-4432106

DESIGNED BY: 03132065948

ہر قسم کی دینی و علمی کتابوں کا مرکز

مکتبہ قاسمیہ

الفضل مارکیٹ ○ ۱۷-اُردو بازار ○ لاہور

0321-4432106 | 042-37232536